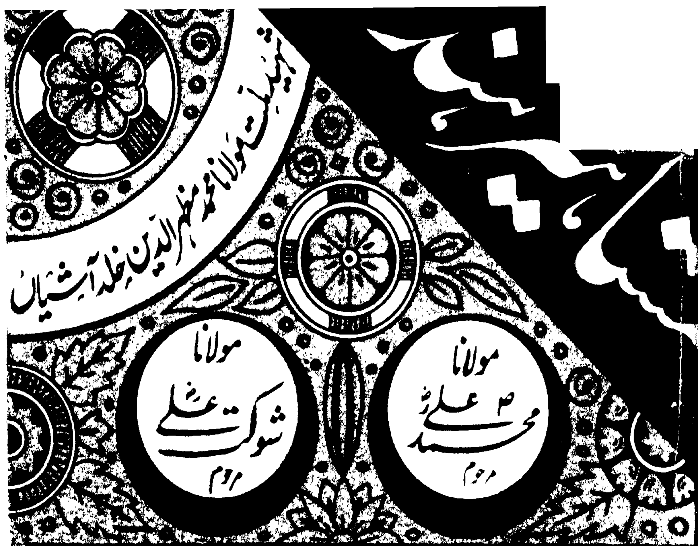

تہنیت مولانا محمد مظہر الدین خلد آشیاں
مولانا
محمد علی
مرحوم
مولانا
شوکت علی
مرحوم


صدر آل انڈیا مسلم لیگ
مسٹر محمد علی جناح



مسلم وطن پرستوں کے دلچسپ حالات

مشاہیرِ ہند

"مسٹر" محمد علی جناح صدر مسلم لیگ

بمعہ

شہید ملت جناب مولانا مظہر الدین فردوس آشیاں

و

آفتاب سیاست مولانا محمد علی مرحوم کے حالات

زعیم اسلام مولانا شوکت علی مرحوم

مرتبہ

منشی ندیم صہبائی فیروز پوری

نوبہار بکڈپو کوچہ دکھنی رائے دریا گنج دہلی

[illegible]

۱ـ صدر آل انڈیا مسلم لیگ

۲ـ مولانا محمد علی مرحوم

چند نایاب کتابیں جسکو نوبہار بک ڈپو سے شائع کیا گیا ہے۔		قیمت
اتاترک	دنیا کے سب سے بڑے ریفارمر مصطفےٰ کمال کا حال	۱۲ار
عصمت انونو	صدر جمہوریہ ترکیہ کے عہد کا تاریخی ناول	۱۲ار
آفتاب رسالت ۲ حصے	سرور کائنات کی مبارک زندگی کے حالات	عہ
تاریخ فلسطین	آغاز عالم سے آجتک ارض مقدس کے واقعات	۱۲ار
من کی آگ بجھاؤں کیسے؟	محبت بھرے رومان	۱۲ار
عورت اور شراب	افسانوی رنگ میں تازیانۂ عبرت	عہ
سہیلیاں	درد بھری آپ بیتیاں اور ڈائریاں	عہ
سہاگن	گھریلو زندگی کا خاکہ ساس نندوں کے مظالم	عہ
فاطمۃ الزہرہؓ	سرور کائنات کی دختر بلند اختر کی زندگی	۱۲ار
عائشہ صدیقہ رضؓ	محبوب خدا کی پیاری بیوی کے حالات	عہ ر
خدیجۃ الکبریٰ	رسول مقبول کی سب سے پہلی بیوی کی سوانحعمری	عہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ	خلیفہ اول کے عہد کی مکمل تاریخ و فتوحات	۸ر
حضرت عمر فاروقؓ	خلیفہ دوم کے عہد کی مکمل تاریخ و فتوحات	۸ر
حضرت عثمان رضؓ	خلیفہ سوم کے عہد کی مکمل تاریخ و فتوحات	۸ر
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	خلیفہ چہارم کے عہد کی مکمل تاریخ و فتوحات	۸ر
وحشی کے افسانے	بیکاری اور محبت کی کشمکش	۸ر

نوبہار بکڈپو کوچہ کھنی رائے دریا گنج دہلی سے طلب فرمائیں

آفتابِ
سیاست
صدر
آل انڈیا مسلم لیگ
مسٹر
محمد علی جناح
مدظلہ

انتساب و عقیدت کے پھول

میں اپنی اس کتاب کو اپنے مشفق و محترم دوست

مسٹر عبدالستّار صاحب

کے

نام کے ساتھ معنون کرتے ہوئے حقیقت میں ایک عجیب قسم کی مسرت محسوس کرتا ہوں۔

ندیم صہبائی فیروزپوری
کوچہ دکھنی رائے دریا گنج
دہلی

دیباچہ

بزرگوں کی زندگی کے حالات سے ہر شخص کو فائیدہ اُٹھانے کی ضرورت ہے اگر ہم اپنے اسلاف اور مشاہیر اسلامی کی سوانح عمریوں کو زیر مطالعہ رکھیں اور ان کو پڑھنے کے بعد نتیجہ اخذ کریں۔ اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ تو ہماری یہ کوششیں صحیح معنوں میں ہم کو منزل مقصود تک پہنچا سکتی ہیں۔

دنیا میں چند ہی ایسی قابل اور بزرگ ہستیاں پیدا ہوتی ہیں کہ جن سے قوم و ملک کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جو شخص اپنی قوم اور اپنے وطن کی ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار نظر آتا ہے دنیا اس کو اپنی آنکھوں پر بٹھاتی ہے۔ اور اس قوم پرست لیڈر پر اس قدر مرتی ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اس پر نثار کردینے کے لئے تیار ہو جاتی ہے محمد علی جناح کا سایہ ایسے وقت میں ہم لوگوں کے لئے دراصل ایک ضروری اور قیمتی چیز ہے۔ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی خاطر اگرچہ ہمارے اور بزرگوں نے بھی کوشش کی۔ لیکن صحیح حد تک ان کو کامیابی نصیب نہ ہوسکی اس کامیابی کا سہرا مسٹر محمد علی جناح کے سر باندھا گیا۔ آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لاتعداد مسلمان "مسلم لیگ" کے سایہ کے نیچے جمع ہو کر اپنے حقوق کی

حفاظت کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کا ہر ایک مسلمان مسلم لیگی نظر آئیگا۔ گویا کہ ہم سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں گے۔

جو قوم مشترکہ جدوجہد کرتی ہے اور بالکل (ایک) نظر آتی ہے وہ قوم اپنے ہر مقصد میں کامیابی حاصل کرتی ہے۔

یہ بات کس قدر قابل فخر ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ کی کوششوں کے بعد آج مسلم لیگ کا پرچم ہر طرف لہرانے لگا۔ اور بچہ بچہ کی زبان پر آل انڈیا مسلم لیگ کا نام آنے لگا۔ کیا ہندوستان میں کوئی بھی ایسا شہر ہے کہ جہاں مسلم لیگ کا نام نہ سنا گیا ہو۔ جہاں کوئی مسلم لیگی نظر نہ آتا ہو۔ شاید ہندوستان بھر میں کوئی بھی ایسا شہر نظر نہیں آئے گا مسلم لیگ کا گھر گھر چرچہ ہے۔ اور روز بروز یہ جماعت ترقی کرتی جا رہی ہے۔

اگرچہ آل انڈیا مسلم لیگ کا وجود آپ[1] سے قبل بھی تھا لیکن دبا ہوا تھا اور دنیا اس نام سے ناواقف تھی۔ مگر اب بفضلہٖ تعالیٰ جب سے اس کا بار آپؐ نے اٹھایا ہے اس نام کو ایسا چمکا دیا ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان مسلم لیگ کے حامی اس کے مددگار ہیں اور آج مسلمانوں کا بچہ بچہ بڑے فخر سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہماری سب سے بڑی جماعت کا نام آل انڈیا مسلم لیگ ہے۔ جو جماعت سب جماعتوں سے بڑی ہوتی ہے اسی کی قدر و عزت زیادہ ہوتی ہے۔ ہم کو حیرت ہے کہ آپ نے اتنی جلدی کس طرح اس جماعت

[1] قائداعظم صدر آل انڈیا مسلم لیگ

کو اتنی بڑی جماعت بنا لیا۔ اور نہ خصوصاً مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے کافی مدت کی ضرورت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت بھی آپ کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور آپ کے کاموں کو دیکھ کر ہر مسلمان آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

آپ کے عہد میں مسلمانوں کی خاطر آج تک جو کچھ بھی مسلم لیگ نے کیا اس کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہاں اتنا میں ضرور کہوں گا اس بڑی جماعت کے بن جانے سے آج ہندوستان میں مسلمان کی آواز بھی آواز خیال کی جانے لگی۔ ورنہ جس کی آواز دنیا میں گونج نہ پیدا کر سکے وہ آواز حقیقت میں آواز نہیں کہلاتی۔ اس کے ساتھ جس قوم کی آواز آواز نہیں۔ وہ قوم زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے پس ایسی قوم نہ تو خود ترقی کر سکتی ہے اور نہ دوسروں سے اپنے حقوق تسلیم کرا سکتی ہے اور نہ وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت کر سکتی ہے۔ محمد علی جناح کو ایسی حالت میں جب کہ ہر قوم آزادی کی خاطر پوری پوری جد و جہد میں مصروف ہے آپ کا مسلمانوں میں پیدا ہو جانا خدا کا مسلمانوں پر زبردست احسان ہے۔

تاریخ وقتاً فوقتاً خود کو دہرایا کرتی ہے یعنے جب کسی ملک اور قوم کی حالت کو خدا کی جانب سے سدھارنا مقصود ہوتا ہے تب وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ہی ایسے لوگوں کو پیدا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے آج محمد علے جناح فرشتۂ رحمت بنے ہوئے ہیں۔ آپ کی تقریر بڑی

دلچسپی کے ساتھ سنی جاتی ہے آپ کے ارشاد پر عمل کیا جاتا ہے۔
میں بذات خود علی گڈھ آگرہ۔ کانپور۔ لکھنو۔ جھانسی۔ اجمیر۔ لاہور۔ میرٹھ جالندھر۔ لدھیانہ۔ بمبئی۔ سہارنپور وغیرہ کا سفر کر چکا ہوں ہر شہر میں لوگوں کو آپ کا مدح خواں پایا۔ اور مسلم لیگ سے انتہائی عقیدت دیکھی ان تمام باتوں پر۔۔۔۔ غور کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جس کام کو شروع کر رکھا ہے انشاء اللہ تعالی مستقبل قریب ہی میں آپ کو کامیابی نصیب ہو جائے گی یہ ضرور ہے کہ چند ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ کسی خاص مصلحت کے سبب یا مجبوری کے باعث مخالف بھی بن جاتے ہیں۔ مگر ہم موجودہ مخالفت کو دیکھتے ہوئے بھی یہ ہی اندازہ لگا رہے ہیں کہ ایک نہ ایک دن تمام کے تمام مسلمان اس واحد اسلامی جماعت میں شریک ہو کر اپنے اپنے فرائض انجام دینے لگیں گے۔
کسی لیڈر کا نام بچے بچے کی زبان پر آجانا اس کی پوری پوری ہر دلعزیزی کا زندہ اور بین ثبوت ہے۔ اتنے مختصر سے زمانہ میں آپ کا اس قدر شہرت پا جانا نہایت ہی عجیب بات ہے۔ ہماری قوم میں اب از سر نو بیداری کا مادہ پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے ہم لوگ اپنے نفع و نقصان کو کافی سے زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔
اگر مسلم لیگ آج برسر اقتدار نہ ہوتی تو مسلمان ہندوستان میں اپنی کوئی بھی ایسی جماعت نہ پاتے جسے حقیقت میں جماعت کے نام سے یاد کیا جاتا۔ بلکہ نتیجہ یہ ہوتا کہ دوسری جماعتیں ہم کو اپنے میں ملا کر ہضم

کر لیتیں جس قوم کی کوئی جماعت نظر نہیں آتی۔ دنیا اس کو قوم کو قوم سمجھنے کے لئے بھی شاید تیار نہ ہوتی۔

آج مسلم لیگ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر اور بڑے بڑے بزرگ حصہ لے رہے ہیں۔ وہ محض اس لئے کہ وہ جانتے ہیں۔ آج وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔ وہ کسی اور کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے لئے۔

مسلم لیگ کے لئے کوئی کام کرنا مسلم قوم کے لئے کام کرنا ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان سب ... اپنے ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں تو نہایت ہی اچھا ہے تاکہ ہماری طاقت بھی ایک حد تک طاقت ہی بن جائے تو بہتر ہے۔

طاقت کے سامنے آج ہر ایک کو جھکنا پڑتا ہے۔ اگر دنیا میں عزت کی ضرورت ہے اور دنیا میں رہنا ہے تو اپنی طاقت پیدا کرو۔ اور دنیا کو یہ دکھا دو کہ مسلمان بھی جب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ جمع بھی ہو سکتے ہیں اور جب وہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ بہت جلد طاقتور بن جاتے ہیں۔

طاقت کا جائز اور صحیح استعمال ہماری کامیابی کا پیش خیمہ ہے اس لئے طاقت حاصل ہو جانے کے بعد اس کا جائز اور صحیح استعمال جاری رکھنا چاہئے۔

طاقت کے ناجائز مظاہروں سے نہ آج تک دنیا کو فائدہ پہنچا ہے اور آئندہ کو نہ فائدہ پہونچنے کی امید ہو سکتی ہے بیکار مظاہرے

با کار نہیں بن سکتے۔ ہاں البتہ اگر اپنی طاقت سے جائز کام لیا جائے تو وہ امید سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں اور تواریخ میں ان کے لئے نمایاں جگہ بھی نکل سکتی ہے۔

صدر مسلم لیگ مسٹر محمد علی جناح ...... نے اس تحریک کو جس عقلمندی اور دور اندیشی سے جاری کیا ہے وہ محتاج تعریف نہیں مسلم لیگ کی عدیم المثال کامیابی ہی اس چیز کی زندہ مثال ہے۔

آپ صرف مسلم لیگ کے صدر بن جانے ہی کے بعد ہر دل عزیز نہیں ہوئے بلکہ اس سے قبل بھی آپ نے بہت سی سیاسی جماعتوں میں کام کر کے اپنی دور اندیشی اور قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ بڑے بڑے مدبروں نے آپ کی سیاست کو مان لیا ہے دنیا جانتی ہے کہ قدرت نے آپ کو کس قسم کا دماغ عطا کر کے دنیا میں بھیجا ہے۔

یہ دیکھ کر ہماری روح کو از حد خوشی اور مسرت محسوس ہوتی ہے آپ نے خود کو محض اپنی قوم اور اپنے وطن کے لئے وقف کر دیا ہے اب ہمارا یہ فرض ہے کہ جو محترم اپنی بیش بہا زندگی کو ہمارے فائیدہ کی خاطر وقف کر دے تو ہمارے لئے بھی یہ ضروری فرض ہے کہ ہم ان کے اشارے پر عمل کریں۔ ان کی ہر آواز پر لبیک کہیں اور جس راہ پر ہمارے قائد اعظم ہم کو چلائیں۔ ہم فوراً بے چون و چرا اسی راہ کو اختیار کریں۔ اگر محمد علی جناح یہ دیکھیں گے تو ان کے حوصلے اور بھی بڑھ جائیں گے اور آپ اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیں گے کہ ان کی قوم ہر وقت اور ہر حالت میں ان کا ساتھ

دینے کے لئے تیار ہے۔
چنانچہ آپ پھر ہر وقت ہر میدان سیاست میں سینہ سپر نظر آئیں گے۔
مشترکہ طاقت کے سامنے منتشر طاقت ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی پس ہم کو چاہیئے۔ کہ پہلے ہم صرف اپنے ہی میں سے نفاق کی برائیوں کو دور کر دیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو ایک دل اور ایک زبان ہو کر اس طرح مل بیٹھیں کہ دوسروں کو ہم میں ذرا بھی فرق نظر نہ آئے وہ اپنے دلیں اپنا آخری اور قطعی یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم لوگ اس طرح متفق ہو گئے ہیں۔ کہ آئندہ کو اس میں نفاق پیدا ہو جانے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ ہماری سب سے بڑی اور کام کرنے والی کونسی جماعت ہے تو ہاں! اس کے لئے آپ اپنا اطمینان ضرور کر لیں اطمینان حاصل کرنے کا آسان طریقہ محض یہ ہے کہ آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ وہ کون سی جماعت ہے۔ جو اپنے ملک اور اپنی قوم کی خاطر بڑے سے بڑا کام کر رہی ہے اور بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہے! جو قوم کو مصیبت اور پریشانی کی گھاٹیوں سے نکال کر ترقی کے میدان میں لانا چاہتی ہے۔ وہ کونسی جماعت ہے جس نے حقوق مسلم کی حفاظت کی خاطر سر سے ایڑی تک کا زور لگا دیا ہے۔ اگر آپ غور کر لیں گے اور گزشتہ خدمات و عمل کو اپنے سامنے دیکھکر ہر جماعت کا موازنہ کریں گے۔ تو کوئی نہ کوئی جماعت آپ کے سامنے ضرور آجائیگی

آپ اسی جماعت میں شریک ہو جائیں اپنی قوم اور وطنی فلاح و بہبودی کی خاطر ہر کام انجام دیتے رہیے۔

قوم اور وطن کی خدمت کرنا۔ ہر انسان کا فرض اولین ہے۔ جو اپنی قوم کی مدد نہیں کرتا۔ جو اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیتا وہ کسی کی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ وہ کسی قوم کا ساتھ نہیں دے سکتا جو اپنے وطن کی عزت کی خاطر خود کو مصروف نہیں رکھ سکتا وہ کسی دوسرے کے وطن کی خاطر کیا کچھ کر سکتا ہے جو کسی دوسرے کے وطن کی خاطر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تو دوسرے وطن والے اپنی نگاہ میں اس کی ذرّہ برابر بھی وقعت اور عزت رکھنے کے لئے مجبور نہیں کئے جا سکتے۔

حکومت ہند کی نگاہ میں بھی ہم لوگوں کی قدر و وقعت عزت و توقیر محض اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اپنی ایک منظم جماعت کی صورت میں پیش کریں۔

ہم لوگوں کو منظم کرنے کی خاطر جن قابل تعظیم ہستیوں نے اپنی بیش بہا زندگیوں کو وقف کر دیا ہے اور وقف کر دیا تھا ان ہی کے افسانوں پر روشنی ڈال کر یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ سچے قوم پرست ہی حضرات دنیا میں عزت پیدا کر سکتے ہیں۔ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کا سایہ ہم لوگوں پر موجود ہے آپ کی ذات پُر صفات سے جس قدر بھی فائدہ اٹھایا جا سکے اچھا ہے۔ کون جانتا ہے کہ کل کوئی اور بھی ہم کو منظم کرنے والا پیدا ہوگا۔ یا نہیں۔

موجودہ جدوجہد کا نام ہماری زندگی ہے۔ اگر ہم نے منظم ہو کر اپنے حقوق کی اس وقت بھی کوئی حفاظت نہ کی تو بہت ... ممکن ہے کہ ہم مُردوں سے بھی بدتر بن کر رہ جائیں۔ انسان کی زندگی کا مقصد اپنے حقوق اور جائز مطالبات کی حفاظت ہے۔ ہم کو اپنے مطالبات پورے کرا لینے کی ضرورت ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ بے حسی کو دیکھ کر بھی آپ نے ہمت سے کنارہ کشی نہیں کی۔ اور ناکامیوں کے خیال کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا۔ ہم کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہمارا محبوب ترین قائد اعظم ہم کو ایسی منزل مقصود پر پہونچا دینا چاہتا ہے۔ جہاں عزت ہی عزت اور مسرت ہی مسرت ہے۔

ہماری کتاب میں آپ یہ دیکھیں گے۔ کہ صدر آل انڈیا مسلم لیگ بن جانے کے بعد مسٹر جناح نے ہم میں کس قدر حیرت انگیز تبدیل کر دی ہیں اور ہم آپ کی کوششوں کے ذریعے کیا سے کیا بنتے جا رہے ہیں۔ اور نہ معلوم منظم ہونے کے بعد کیا سے کیا بن جائیں

مسلم لیگ کے خلاف اور جماعتیں بھی موجود ہیں۔ لیکن ہم کو تو آج صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمان اس جماعت میں موجود ہیں۔ پس ہم کو اسی جماعت میں شریک ہو کر دوسری جماعتوں کی طرح کام کرنا چاہیئے۔ اور ہر صورت میں اپنے قائد اعظم آل انڈیا صدر مسلم لیگ مسٹر محمد علی جناح

کی ہر آواز پر لبیک کہنے کی ضرورت ہے۔

ندیم صہبائی

فیروز پوری

۳۰۔ جولائی سنہ ۳۹ء

صدر آل انڈیا مسلم لیگ

مسٹر محمد علی جناح

وطن عزیز

بمبئی کی بندرگاہ کے بعد ہندوستانی بندرگاہوں میں جو شہرت کراچی کی بندرگاہ کو حاصل ہے وہ شاید کسی دوسری بندرگاہ کو نصیب نہیں ایک عرصہ قبل بمبئی بھی اس کے سامنے کم رتبہ بندرگاہ تھی۔ کراچی ہندوستان مغرب کی جانب واقع ہے اور محض ایک یہ ہی ایک ایسی بندرگاہ ہے۔ جہاں سے یورپ کا فاصلہ بہت ہی کم رہ جاتا ہے برطانیہ سے آنے جانیوالے جہاز اکثر اسی بندرگاہ سے باہر جاتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ کا سامان تجارت آتا جاتا رہتا ہے۔ آب و ہوا معتدل ہے بڑی بندرگاہ ہونے کے سبب اس شہر میں عالیشان عمارتیں امیر و کبیر آدمی رہتے ہیں۔ نہایت ہی سبزہ زار خطہ ہے اس جگہ کے لوگ نہایت ہی باوضع اور شریف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی پیدائش گاہ ہونے کا

تھوڑے ہی دنوں میں آپ کی بیرسٹری کا آفتاب خورشید عالمتاب کی طرح چمکنے لگا۔

انڈین نیشنل کانگرس کا اجلاس

اور

مسٹر محمد علی جناح

۱۹۰۶ء میں کلکتہ میں انڈین نیشنل کانگرس کا نہایت ہی شاندار جلاس ہوا۔ کانگرس کا یہ اجلاس قابل یادگار رہے مسٹر دادا بھائی نوروجی نے اس جلسے میں سیف گورنمنٹ کے صحیح نصب العین کی اچھی طرح تشریح کرتے ہوئے آپ نے مسٹر محمد علی جناح کو سب کے سامنے لاکر تعارف کرایا۔ اس وقت آپ پرائیویٹ سکریٹری کی صورت میں مسٹر دادا بھائی نوروجی کے ہمراہ تھے۔

ان کے علاوہ مسٹر بدرالدین طیب اور سر فیروز شاہ کی وساطت کے وساطت کے ذریعے مسٹر محمد علی جناح بھی انڈین نیشنل کانگرس

انڈین نیشنل کانگریس میں شریک ہوجانیکے بعد

مسٹر محمد علی جناح کانگریس میں خوب ذوق وشوق سے کام کرنے لگے اور ہر قسم کی مجلسوں میں برابر شریک ہونے لگے۔ جس کے سبب آپ کی شہرت اور بھی بڑھنے لگی۔

اسی زمانہ میں آپ نے وقف علی الاولاد کے مسئلے پر سب سے پہلی اس قسم کی تقریر کی کہ جس کے سبب سننے والوں کی نگاہیں آپ کے چہرہ پر گڑ گئیں اور وہ حیرت سے منہ تکنے لگے انہوں نے اس موقعہ سے قبل اب تک کسی اور جگہ اس مسئلہ پر اس قسم کی ٹھوس اور قابل قدر تقریر نہیں سُنی تھی۔ اُن کے کان اس قسم کی تقریر سے ابھی تک ناآشنا تھے۔

لیڈران اسلام کا جلسہ

سر ولیم ویڈربرن کے حکم کے مطابق ۱۹۱۵ء میں الہ آباد میں مسلم لیڈران کا ایک نہایت ہی شاندار اور پرشکوہ جلسہ ہوا اس جلسے میں ہمارے قائداعظم موجودہ صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ہندو مسلم اتحاد کی تجویز اختیار کرنے پر ایک زبردست بحث کی۔ جس کا عوام پر امید سے زیادہ اثر ہوا۔ آپ کی تقریر نے لوگوں کے دلوں کو دوران تقریر میں ہی مسخر کر لیا تھا چنانچہ اسوقت مسٹر جناح ہندو مسلم

کہ آپ کو اپنی اس کامیابی اور قیام انگلستان کے عہد میں کسقدر خوشی اور مسرت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر دادا بھائی نوروجی

قیام انگلستان میں ہی آپ نے بہت زیادہ شہرت حاصل کر لی تھی۔ اسی زمانے میں آپ کی ڈاکٹر دادا بھائی نوروجی سے ملاقات ہوگئی جو اس زمانے میں لندن کی انڈین سوسائٹی کے پریذیڈنٹ تھے۔

ڈاکٹر دادا بھائی نوروجی جہاندیدہ اور تجربہ کار بزرگ تھے آپ کے خیالات نہایت ہی عمدہ اور بہت بلند تھے۔ چنانچہ ملاقات کے ذریعے ڈاکٹر موصوف کے خیالات کا مسٹر محمد علی جناح پر بہت کافی اثر پڑا۔ آپ نے اپنے دماغ سے کام لے کر ڈاکٹر صاحب کے قیمتی خیالات سے فائدہ اٹھایا۔ ان کے بلند ترین مشوروں کو اپنے دماغ میں جگہ دی اس زمانے میں بھی جب کہ آپ انگلستان محض بیرسٹری کی ڈگری حاصل کرنے گئے تھے۔ آپ وہاں کچھ نہ کچھ کرتے رہے اور ڈاکٹر صاحب کے خیالات سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

انگلینڈ سے ہند کو واپسی

بیرسٹری کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ ۱۸۹۶ء میں ولایت سے انڈیا کیجانب واپس ہوئے اور جہاز کے ذریعہ بہت جلد اپنے وطن والوں میں پہنچ گئے۔

انقلاب زمانہ

زمانے کے انقلاب کے سبب مسٹر محمد علی جناح کے

باوقار خاندان کی مالی حالت کچھ کمزور ہوگئی تھی۔ آپ یہ دیکھ کر پریشان نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ نے ہمت ہاری۔ بلکہ خاندان کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے آپ نے ان کمزوریوں کو دور کرنے کی خاطر تجویزوں کو اپنے دماغ میں جمع کرنا شروع کر دیا۔

مسٹر جناح کی وکالت کا آغاز

چنانچہ آپ نے انگلینڈ سے واپس آتے ہی نہایت ہی محنت، کفایت اور سرگرمی سے وکالت کا کام شروع کر دیا۔ آپ کا ذہن بہت اچھا تھا جس کے سبب بہت جلد دور و نزدیک آپ کی شہرت ہو گئی۔ اور آپ صرف تین سال کی محنت کے بعد اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور خاندان کی حالت سدھار دی۔

مسٹر میکفرسن یا ایڈوکیٹ جنرل

ان ہی دنوں مسٹر محمد علی جناح کے ایک دوست نے آپکو مسٹر میکفرسن سے متعارف کرا دیا۔ صاحب موصوف بمبئی ایڈوکیٹ جنرل تھے۔

مسٹر میکفرسن ایڈوکیٹ جنرل کی ملاقات سے ہمارے قائداعظم کا حوصلہ اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ چنانچہ تاریکی کے بعد آپ کی شعاع امید کی جھلک نظر آئی۔ جس سے تو حقیقت میں ضرور مسرور ہوئے ہوں گے۔ خدا جس کو عزت عطا کرنا چاہتا ہے تو پس وہ غیب ہی سے اس کے لئے عمدہ اور اچھے اسباب بھی پیدا کرتا جاتا ہے چنانچہ

شرف بندرگاہ کراچی ہی کو حاصل ہے۔

سنہ پیدائش آپ ۲۵۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے یعنے آفتاب سیاست نے نزول فرمایا۔ آپ کے والد محترم شہر کراچی کے ایک مشہور۔ بارسوخ اور مقتدر تاجر تھے شہر کے بڑے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔

امیر خاندان میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی بہت خوشی منائی جاتی ہے اور بڑے نازونعم سے اس کو پرورش کیا جاتا ہے چنانچہ اسی طرح مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے بھی بڑے نازونعم سے آپ نے شفیق والدین کی آغوش میں پرورش پاکر ہوش سنبھالا۔

عہد کم سنی آپ اپنی چھوٹی ہی عمر میں نہایت ہی ذکی ذہین ہوشیار اور عقلمند معلوم ہوتے تھے۔ آپ کی تعلیم کی جانب خاص طور پر توجہ دی گئی۔ کیونکہ مسٹر محمد علی جناح بچپن ہی سے علم وادب کے شیدا اور فریفتہ تھے آپ کو کتابوں کے پڑھنے کا ازحد شوق تھا۔ علم وادب کا ذوق وشوق قدرت نے آپ کی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔

طالب علمی کا زمانہ شروع میں تو آپ کو شہر کراچی کے ایک مدرسہ میں تعلیم دلوائی گئی۔ چونکہ آپ پڑھنے کے لئے بیتاب تھے۔ اس لئے بہت جلد امید سے زیادہ اساتذہ سے آپ نے

حاصل کر لیا۔ خدا کے فضل و کرم سے آپ نے ایسی طبع رسا پائی تھی کہ بہت جلد اپنا سبق یاد کر لیا کرتے تھے۔ جب مدرسہ کی تعلیم سے آپ فارغ ہو گئے۔ تب آپ کو مشن سکول میں داخل کر دیا گیا۔

آپ نے اس سکول میں بھی خوب دل لگا کر پڑھا۔ اور تمام جماعت میں آپ نمایاں ترقی اور فرق خود میں رکھتے تھے۔ دوسرے طالب علموں کو آپ کے ذہن اور شوق پر رشک ہوتا تھا۔

کراچی سے جب تعلیم آپ کے لئے عذر کیا گیا اور آخر میں یہ ہی فیصلہ ہوا کہ آپ کو بیرسٹری تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان روانہ کر دیا جائے۔

مسٹر محمد علی جناح انگلستان میں

چنانچہ شہری تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے انگلینڈ جانے کا سامان تیار کر لیا اور سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ جانے والے جہاز پر بیٹھکر سمندر کے راستے آپ اس ملک میں پہونچ گئے۔ جہاں کے لوگوں کو اپنی تہذیب اپنے علم اور اپنی سیاست پر ناز و فخر ہے۔ ایسی حالت میں مسٹر جناح کے متعلق کون یہ کہہ سکتا تھا کہ آپ کسی زمانے میں سچے وطن پرست اور قوم کے خیر خواہ بن کر اپنی زندگی گزارنے لگینگے

بیرسٹری کی ڈگری:۔ انگلینڈ پہنچ کر آپ نے کورس شروع کر دیا اور دل لگا کر پڑھتے رہے۔ انھوں نے اپنی کوششوں کے ذریعے بہت جلد بیرسٹری کی ڈگری حاصل کر لی۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے

اتحاد کے زبردست حامی تھے اور آپ چاہتے تھے۔ کہ دونوں قومیں جلد سے جلد مل کر ایک ہو جائیں۔

سوپریم لیجسلیٹو کونسل

۱۹۱۵ء کے موسم سرما میں جب کہ سردی اپنے پورے شباب پر تھی۔ صوبہ بمبئی کے تمام مسلمانوں نے وائسرائے ہند کی قانونی کونسل کا مسٹر محمد علی جناح کو ممبر منتخب کیا اور مسٹر جناح نہایت ہی سرگرمی سے ان تمام قوانین کی برابر حمایت کرتے رہے جو قوانین عوام کے لئے مفید ثابت ہوئے تھے۔ آپ ان ہی کے حامی تھے اور ان ہی قانون کی آپ سختی کے ساتھ حمایت کرتے تھے۔

قانون خود وقف

مسٹر محمد علی جناح نے اس کے بعد خود وقف کے قانون کو کونسل میں پیش کیا۔

جب آپ کا یہ قانون رواج پا گیا تب لارڈ ہارڈنگ نے آپ سے خوش ہو کر آپ کو ۱۹۱۳ء میں بھی زائد میعاد کے لئے اپنی کونسل کا ممبر نامزد کیا۔

مسٹر محمد علی جناح نے اپنے اس قانون پر نہایت ہی زبردست فصیلانہ

بحث کی اور اس کی تمام پیچیدگیوں کو مشرح طور پر بیان کیا آپ نے اس کے متعلق اس طرح سمجھایا کہ آپ بہت جلد صرف مسلمانوں ہی میں ہردلعزیز نہیں ہوئے۔ بلکہ اور لوگ بھی آپ کی قدر کرنے لگے اور عزت سے دیکھنے لگے۔

اس کے بعد بھی مسٹر محمد علی جناح ہمیشہ سیاسی مسائل کی رہ نمائی کرتے رہے اس طرح رفتہ رفتہ آپ کی عزت و منزلت کا سکہ عوام پر خوب اچھی طرح بیٹھ گیا اور دنیا کی نگاہیں آپ کی طرف لگی رہنے لگیں۔

وائسرائے صاحب کی قانونی کونسل کی واپسی کے بعد

مسٹر محمد علی جناح نے پبلک سروس کمیشن کے روبرو شہادت دی۔ پبلک سروس کمیشن اس وقت بمبئی میں شہادت لے رہی تھی۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سیاسی وراثت سے خوب اچھی طرح واقف ہوگئے۔ اور اپنے قومی مستقبل کو شاندار بنانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔

آل انڈیا مسلم لیگ ڈھاکہ

مسلمانوں کے مقاصد اور ان کی تمناؤں کا پتہ [illegible] انڈیا مسلم لیگ ڈھاکے میں قائم ہوگئی۔ لیکن افسوس [illegible]

روشن مستقبل



یہ دیکھہ کر کہ جب سے آپ نے میدان سیاست میں قدم رکھا ہے روز بروز زیادہ سے زیادہ شہرت اور ہر دلعزیزی کے مالک بنتے جا رہے ہیں صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہوگا اور ایک نہ ایک دن دنیا آپ کی خدمات کی معترف ہوکر آپ کو اپنے سر پہ بٹھائے گی۔ آپ کی راہ گزر میں اپنی آنکھیں بچھادے گی۔ جوں جوں دن گزرتے جا رہے ہیں آپ اتنے ہی قومی کاموں میں خود کو زیادہ مصروف کرتے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی قیمتی زندگی اپنی قوم اور اپنے وطن کے لئے وقف کردی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ آپ جب تک بھی ہمارے سر پر سایہ فگن ہیں۔ اسی وقت تک ضرور ہم کو مفید اور امید افزا راہیں دکھاتے رہیں گے۔

مسٹر محمد علی جناح کی کوششوں کے اثر سے بہت حد تک حقوق مسلم کا تحفظ عمل میں آچکا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ عنقریب ہی آپ اپنی تمام کوششوں میں کامیاب ہوجائیں گے ہمارے قائد اعظم ہم کو جس حالت میں دیکھنے کے خواہشمند ہیں ضرور

دیکھ لینگے۔ مسلمانوں میں بفضل خدا بیداری کے آثار پیدا ہو چکے ہیں
اس زمانے میں جب کہ دوسری قومیں حکومت کے سامنے منظم ہو کر
اپنے مطالبات پیش کر رہی تھیں اور وہ اپنے حقوق کی حفاظت
کے لئے بے قرار نظر آ رہی تھیں۔ اگر اس زمانے میں مسلمانوں کو
بیدار نہ کیا جاتا ان کو خواب غفلت سے نہ اٹھایا جاتا تو نہ معلوم یہ
تھوڑے ہی عرصہ بعد مختصر سی جماعت کس قدر دوسری قوموں
سے پیچھے رہ جاتی۔ ہم کو خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرنے
کی ضرورت ہے کہ اس نے مولانا محمد علی کے بعد مسٹر محمد علی جناح کو
ہمارے سر پہ قائم رکھا۔ ورنہ ان کی جگہ خالی ہو جانے کے بعد کون یہ
خیال کر سکتا تھا۔ کہ مرحوم کے بعد کوئی دوسرا محمد علی بھی پیدا ہو سکے گا
لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور یہی تھا۔ اسی لئے مسٹر محمد علی جناح کے دل
میں قومی ہمدردی اور مادر وطن کی خدمت کرنے کی محبت کے چشمہ
پھوٹ نکلے۔

آج تک جو کچھ بھی آپ نے ہندوستانی بھائیوں کی فلاح اور
بہبودی کے لئے کیا ہے اس سے شاید زمانہ واقف ہے اس بات سے
کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ سے ہم کو فائیدہ نہیں پہنچا۔

مسلمانوں کی بے حسی پر ماتم کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے سچے
خیرخواہ اور سچے وطن پرست کو شناخت کرنے میں بھی دیر کرتے ہیں
غلط اندازے لگاتے ہیں۔ یا اس سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے دلوں

خوشش اسلوبی اور عقیدت مندی کے بعد آپس میں گلے مل گئے۔ گویا کہ ہندو مسلم بھائی بھائی کی آوازیں آسمان سے ٹکرانے لگیں۔

تحسین و آفرین کے

فلک بوس نعرے

صدیوں کا نفاق چونکہ صرف مسٹر محمد علی جناح کی سر توڑ کوششوں کے بعد دور ہوا تھا اور آپ ہی کے طفیل میں ہندوستان کو ہندو مسلم اتحاد کی صورت دیکھنا نصیب ہوئی تھی۔ اس لئے ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہونے لگی مبارک مبارک کی آوازیں آنے لگیں۔ اس ملاپ سے ہندوستان کا رنگ ہی بدل گیا۔ ہر طرف خوشی اور مسرت نظر آنے لگی۔ عوام کے دلوں سے مذہب تعصب اور کینہ و بغض دور ہو گیا اس واقعہ نے آپ کو اس قدر چمکایا کہ ہر شخص کی زبان پر آپ ہی کا نام ہو گیا۔

دوستی خیر مقدمے

اس واقعہ کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے دوستی پیدا کر دینے

والے مقدمات کی پیروی کی ان مقدموں کا مسٹر ہارنی مین اور پنڈت تلک سے تعلق تھا۔

آپ نے ان مقدموں کو اتنی خوش اسلوبی اور عقلمندی سے انجام دیا کہ ہر ایک کی زبان سے بے اختیار واہ نکل گئی۔ اسی کے سبب آپ کی شہرت اور بھی بڑھ گئی۔ آپ صرف نامور لیڈر ہی نہیں بنے بلکہ ہر دل عزیز اور شہرت یافتہ بیرسٹر کی صورت میں اچھی طرح چمکنے لگے۔

آپ نے اپنی زندگی کو اپنی قوم و ملک کے لئے وقف کرنے پر جو شہرت اور عزت حاصل کی ہے وہ عزت و شہرت آج کسی دوسرے شخص کو نصیب نہیں۔ مادر وطن کی خدمت کرنے والے وطن پرستوں کو مستقبل قریب ہی میں ان کی خدمات کا صلہ مل جاتا ہے۔

انسان ایک فانی مخلوق ہے جو چند روزہ عمر گزارنے کے بعد فنا ہو جائے گا۔ اور اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ البتہ نام اور شہرت یہ ایسی چیزے کہ اگر ان کو حاصل کر لیا جائے تو مرنے کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔ پس فرزندان وطن کو چاہیے۔ کہ وہ اپنی اس چند روزہ زندگی میں اپنے اور اپنے وطن کی خاطر ضرور کچھ نہ کچھ کریں تاکہ مرجانے کے بعد ان کا نام بھی باقی رہے۔



بہت ہی محدود رہا۔ اور کچھ خاطر خواہ کامیابی نصیب نہ ہو سکی۔

وطن پرستی

اور

ترقی کے اصول

سنہ ۱۹۱۲ء کے وسط میں وطن پرستی اور ترقی کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر آئین لیگ مرتب کرنے کے لئے شہر کلکتہ میں ایک زبردست اجلاس منعقد ہوا۔

اِس اجلاس میں یہ بات پاس ہوئی۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات کی بابت معلوم کرنے کی خاطر

مسلم لیگ کے آنریری سکریٹری

سید وزیر حسن کو ملک کے مختلف حصوں میں ایک بہت بڑے دورے کے لئے روانہ کیا جائے۔

سر آغا خان کی صدارت

دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء کو سر آغا خان کی صدارت میں لیگ کونسل کا ایک سپیشل اجلاس منعقد ہوا۔ لکھنؤں میں لوگوں نے اس کو نہایت ہی خوشی سے

قبول کرلیا اس وقت مسٹر محمد علی جناح مذہبی امتیاز اور تفرقہ کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ لیگ سے بالکل ہی علیحدہ رہے لیکن اس کے بعد جب آپ کو کلکتہ کی کانفرنس میں دعوت دی گئی اور اس کے بعد کی کونسل میں بھی شریک ہوجانے کی دعوت دی گئی تب آپ نے کانفرنس اور کونسل کے جلسوں میں شریک ہوکر رسمی طور پر لیگ کے قوانین کے دفعات کی حمایت کی لیگ کی دفعات بہت کچھ کانگریس کی دفعات سے ملتی جلتی تھیں۔

مسٹر محمد علی جناح حب الوطنی اور اتحاد کے دلدادہ ہوکر اپنے مقاصد میں جلد سے جلد کامیاب ہونے کی خاطر بہت بیقرار تھے اور آپ نہایت ہی سرگرمی سے اپنی کامیابی کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور برابر کوشش کرتے رہے۔

آپ کی ان کوششوں اور سرگرمیوں نے ایک ایسا موقعہ پیدا کردیا جو آج تک ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں خاص شہرت رکھتا ہے

ہندو مسلم اتحاد

۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء کی دوپہر کو آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اژدحام کثیر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی بھیڑ ایک زمانے کے بعد نہایت ہی

ہیں دوسروں کی طرح وہ مزاق ہی موجود نہیں تھا۔ اور روں کو دیکھیئے۔ کہ وہ اپنے لیڈران کی کس قدر عزت کرتے ہیں ان کو کیا سمجھتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ ان قوم پرستوں کو اپنے سر کا تاج خیال کرتے ہیں اور ان کے اشارے پر ہر وقت کام کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں کاش ہم مسلمانوں میں بھی وہی مذاق وہی دلچسپی وہی شوق اور وہی ذوق پیدا ہو جائے تو ہم بھی ترقی کر سکیں جو قوم اپنے لیڈروں کی قدر کرتی ہے۔ اس قوم میں بے شمار وطن پرست لیڈر پیدا ہونے لگے ہیں اور جو قوم اپنے لیڈروں کی قدر اور عزت نہیں کرتی اس قوم میں شاذونادر ہی کوئی لیڈر پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر اتفاق سے کوئی پیدا ہو بھی جاتا ہے تو اس کو قسم قسم کی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ بے حد پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ مگر ہم کو واقعات ماضی یہ بات صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ ہمارے قاعد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے آج تک حوصلے کے دامن کو اپنے ہاتھ سے ہیں چھوڑا۔ وہ پریشانیوں کا دل کھول کر مقابلہ کرتے رہے

آپ کی دلی تمنا اور دلی آرزو یہ تھی۔ کہ آپ بھی مسلمانوں کے گوکھلے بن جائیں۔

مسٹر گوپال کرشن گوکھلے ایک اس ہندوستانی وطن اور قوم پرست لیڈر کا مبارک نام ہے جس نے اپنی قوم اور اپنے وطن کی خاطر

اپنی زندگی کا ہر لمحہ وقف کر دیا تھا۔ پس آپ بھی یہ ہی چاہتے تھے۔ کہ کسی طرح میں بھی مسلمانوں کا گوکھلے بن جاؤں اور اپنی زندگی کا آخری لمحہ بھی اپنی قوم اور اپنے وطن پر قربان کر دوں چنانچہ آپ کی خدمات جلیلہ سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس بات کا آپ نے اپنے دل میں عزم صمیم کر لیا ہے۔ اسی ارادے پر آپ آج تک بڑی مستقل مزاجی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور آپ حقیقت میں اپنی موجودہ زندگی کو بھی قوم کے لئے وقف کرنے میں کسی قسم کی گریز نہیں کرتے۔



قومی احساس

جس انسان کے دل میں اپنی قوم کو فلاح و بہبودی کا احساس نہ ہو ہم اسی انسان کو انسان کہتے ہوئے بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ انسان دنیا میں کیا اس لئے پیدا ہوا ہے کہ وہ خود تو دنیا کی لذتوں سے لطف اٹھائے اور اپنے بھائیوں کا ذرا بھی خیال نہ کرے۔ انسان کی زندگی کا دنیا میں رہنے کا یہ مقصد نہیں ہو سکتا۔ جس سرزمین پر انسان پیدا ہو وہ اس کو افضل و برتر سمجھے۔ اس کی عزت کرے اور اس کی عزت و آزادی کی خاطر اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک قربان کر دے

آج ہر طرف آزادی کے نام پر آگ لگی ہوئی ہے جو لوگ بھی محکوم ہیں وہ اپنی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے پوری پوری جد و جہد کر رہے ہیں

ٹرکی ہی کو دیکھئے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد جرمنوں کی شکست نے ٹرکی کی پوزیشن کو خراب کر دیا۔ اور اُن کی مکمل آزادی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ یونان کی درندہ صفت سپاہیوں نے اپنی جانب سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

اتاترک قوم پرست پیدا ہوا تھا اس کے دل میں کیا بلکہ اس کی رگ رگ میں قومی اور وطنی محبت کا احساس کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چنانچہ آپ نے جب یہ دیکھا کہ ترکی کی حالت خراب ہو چلی ہے اور کوئی دن میں اس کی رہی سہی طاقت اور آزادی ختم ہونے والی ہے تب اس نے قوم پرستوں کو جمع کرا کر ایک قوم پرست جماعت قائم کی اور سان کو اپنے ہمراہ لے کر اپنی آزادی کے لئے جنگ آزادی کی خاطر لڑنا پڑی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے دشمنوں کو اپنے ملک میں سے نکال کر ہی دم لیا۔ ورنہ وہ بھی ہماری طرح غلام بنا لئے جاتے۔

پس معلوم ہوا کہ آزادی کی حفاظت خود کرنے کی ضرورت ہے اپنی مدد کے لئے کسی دوسرے کا منہ تکنا نہایت ہی بزدلی اور اخلاقی کمزوری ہے۔ پس ہم کو آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم تمام غبار اپنے دلوں سے نکال کر صرف ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ اور مل کر کام کرنے لگیں۔



نااتفاقیاں

افسوس ان دنوں ہم مسلمانوں میں جس قدر نا اتفاقی بے چینی اور بدعملی دیکھ رہے ہیں اتنی کسی اور قوم میں نظر نہیں آتی۔ جو جماعت بھی پیدا ہوتی ہے وہ خود کو یہ ہی بتلاتی ہے کہ وہ محض آزادی حاصل کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ آج تک پیاری آزادی کے نام سے ہمارے کان تو ضرور آشنا ہیں لیکن افسوس ہم نے یہ نہیں دیکھا۔ کہ آزادی کیسی ہوتی ہے۔

اگر تھوڑے تھوڑے آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں قائم ہوکر آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہیں تو ان کا کامیاب ہونا قطعی غیر ممکن ہے اپنی قوت کو کئی حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد کیا سیاسی محاذ قائم کیا جا سکتا ہے۔ جب طاقت ہی بٹ جائے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر کمزور صورت اختیار کرے تو اس کی آواز کو آواز سمجھا بھی کب جائے گا۔ وہ کیا کام کر سکے گی۔ صرف یہ ہی نہیں۔ بلکہ آپس کی عداوت اور فساد نے ہماری ہمتوں کو اور بھی پست کر دیا ہے۔

مسلمانوں کا معمولی معمولی باتوں پر آپس میں لڑنا اور بھائی کا بھائی

کے گلے پر تلوار پھیر دینا کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ اگر ہم کسی بڑے کام کے لئے اپنی جانیں قربان کرتے اور سینہ سپر ہو کر لڑتے تو آج اس کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور بر آمد ہوتا۔ لیکن جب ہماری لڑائی کا کوئی خاص مقصد ہی نہ ہو اور پھر خواہ مخواہ اس پر بھی اپنا قیمتی خون بارش کے پانی کی طرح بہا دینا کہاں تک مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

خدا کے لئے کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ شیعہ سنی فساد کیا معنے رکھتا ہے۔ مسلمانو! ہوش میں آؤ اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں جب کہ دوسری قومیں منظم ہو کر جنگ آزادی لڑنے کے لئے ایک سیاسی محاذ قائم کر رہی ہیں۔ آپ کا یہ رویہ آپ کے لئے کس قدر مہلک اور نقصان دہ ہے۔

آہ۔ افسوس ہم اپنی ہی برائیاں دوسروں کو دکھا رہے ہیں ہم اپنے ہی عیب اوروں پر ظاہر کر رہے ہیں۔ ہم اپنی نادانی اور نفاق کا ثبوت اوروں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ کیا وہ لوگ ہماری موجودہ خونریزیاں دیکھکر ہمارا مذاق نہ اڑاتے ہوں گے کیا مسلم کی یہی شان ہے کہ وہ اپنا مذاق اڑوائے اور آپس میں دست و گریباں ہو کر اپنی طاقت کو بالکل ہی ختم کرلے۔ خدا کے لئے سنبھلو اور غور کرو۔ کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ شیعہ سنی قضیہ اگر خدانخواستہ پچاس برس بھی جاری رہا تو یقیناً۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ ہندوستان میں ایک بھی مسلمان نظر نہ آئے گا۔ اور دونوں فریق میں سے کسی فریق

کے کچھ برائے نام آدمی باقی رہ بھی گئے تو اُن کا حشر نہایت ہی بُرا ہوگا اور وہ لوگ کسی شمار میں نہ آئیں گے۔

مسلمانو! اگر آپ ہوشیار ہیں اور تاریخ سے اچھی طرح واقف ہیں تو آپ کو یاد ہوگا کہ اندلس یعنے اسپین میں مسلمانوں کا کیا حشر ہوا تھا۔

وہ مسلمان جنھوں نے کفرستان اسپین جیسے ملک میں بڑی شان و شوکت سے ۸۰۰ (آٹھ سو برس) حکومت کی تھی جنھوں نے جہالت کے پردے کو ہٹا کر علم و حکمت کے دریا بہا دئے تھے۔ جنھوں نے تمام کے تمام ملک کو خوبصورت عمارات سے سجا کر دلھن بنا دیا تھا۔ وہی مسلمان شان سے حکومت کرتے رہے اور دوسروں پر اپنا اقتدار قائم رکھتے رہے۔ لیکن کب تک؟ . . . اس وقت تک جب کہ ان میں اتفاق رہا۔ جبتک ان میں نفاق کی چنگاری نہ گری۔ مسلمانوں کو منظم اور متفق دیکھ کر وہاں کے رہنے والوں میں یہ طاقت ہی نہیں پیدا ہوسکی کہ وہ مسلم حکومت کے خلاف کسی قسم کا مظاہرہ کریں منظم اور مکمل ایک طاقت کے سامنے آواز بلند کرنا اور ان کے خلاف جدوجہد کرنا ذرا دشوار کام تھا۔ اس لئے وہ خاموش رہے اور بے قراری سے کسی وقت کا انتظار کرتے رہے۔

افسوس مسلمانان اندلس نے اپنے دل میں یہ سمجھ لیا تھا کہ اب ان کو نکالنے والا کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ بدقسمتی سے ان میں بھی نفاق پیدا

ہوگیا اور اسپین میں کئی حکومتیں قائم ہوگئیں اور ایک دوسرے کے خون کی پیاسی بن گئیں مسلمانوں کے دشمن تمائز نظروں سے ان کے تمام معاملات دیکھ رہے تھے۔ اور وہ اپنے دل ہی میں اس لئے خوش ہو رہے تھے کہ جس وقت کا ان کو انتظار تھا۔ اب وہ وقت اُن کے لئے قریب آ پہونچا ہے۔

ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ مسلمان دست گریبان ہوگئے اور لڑ بھڑ کر جب انھوں نے اپنی طاقت کمزور کر لی۔ اس وقت ان کی کمزوری کو دیکھ کر وہ روباہ صفت دشمن بھی شیر ہوگئے اور مسلمانوں کے مقابلے میں صف آرا نظر آنے لگے۔

اگر آپ آزادی حاصل کرنے کے خواہاں ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح آزادی حاصل کر لی جائے تو سب سے پہلے اپنے میں سے ہم کو ان برائیوں کو دور کرنا ضروری ہے جن کے سبب روز بروز ہماری پوزیشن اور طاقت کمزور ہوتی جا رہی ہے

جب دو طاقتیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں تو ان کا کمزور ہو جانا یقینی ہوتا ہے۔ خواہ ان میں سے کوئی سی ایک طاقت کامیاب اور فتحیاب کیوں نہ ہو جائے

خدا کے لئے موجودہ منافرت کو ترک کر کے دوبارہ قرون اولی کے عہد میں پہونچ جاؤ۔ اور اسی طرح آپس میں شیر و شکر ہو کر دنیا پر اپنا سکہ جمانے کی خاطر بے چین نظر آؤ۔ اپنے اچھے اخلاق اور عمدہ تعلیم سے غیروں کے

دلوں کو اپنے آبا و اجداد کی طرح سبز کر لو۔ سر جوڑ کر کام کرو۔ اپنی اس پراگندہ اور منتشر طاقت کو جو آج ٹکڑے ٹکڑے نظر آرہی ہے ایک جگہ جمع کر لو۔ ایک نشان قایم کرو۔ اور اسی کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ تم سب مسلمان ہو اور سب کے سب مسلمان ایک ہیں کیونکہ وہ خدا کو بھی مانتے ہیں اور اس کے محبوب کو بھی۔ اگر سرور کائینات کی خوشنودی چاہتے ہو تو براہ کرم اسلام کی عزت کو مت اُچھالو۔

کاش آج تک آپس کے قضیئے کے سبب جس قدر مرحوم مسلمانوں کی عزیز زندگیاں ختم ہو چکی ہیں۔ اتنی ہی زندگیاں کسی بڑے کام کے لئے ختم ہوتیں تو میں سچ کہتا ہوں کہ اس کا ضرور نتیجہ نکلتا سب سے زیادہ افسوس نوان لیڈروں پر ہیں۔ جو لیڈر ہونے کے باوجود بھی اپنے ذاتی خیالات اور احساسات کے اختلاف کے سبب دوسروں کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ عوام تو لڑتے ہی ہیں۔ لیکن لیڈر صاحبان کو اس قسم کی باتوں سے گریز کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمارے لیڈران کا نصب العین

صرف یہ ہونا چاہیئے کہ ہم مسلم لیڈر ہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ہماری زندگی مسلم قوم اور وطن کی فلاح و بہبودی کی خاطر وقف ہیں۔ ہم نے اپنی قوم کو ایسا راستہ دکھانا ہے جو منزل مقصود تک پہونچا دے۔ ان کو ہرگز ہرگز اپنے خیالات کی تفریق پر اپنے ہمعصر لیڈروں سے کینہ و بغض رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس صورت

میں ان کی ذات سے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان پہنچ جائے گا۔ اور وہ اپنی قوم اور اپنے وطن کی کسی طرح بھی کوئی خدمت انجام نہ دے سکیں گے

ہمارا فرض

اس وقت تک جب تک کہ ہم سب ایک جگہ منظم نہ ہو جائیں اگر کوئی جماعت قوم اور وطن کی فلاح وبہبودی کی خاطر کوئی اچھا کام انجام دے رہی ہو اور اس کے اس کام سے قوم وطن کو فائیدہ پہنچ رہا ہو۔ تو ہم اگر اس جماعت کے مخالف بھی ہوں تو بھی ہم کو اس کی اس کامیابی کو دیکھکر جلنے اور ملال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ دل میں اور اس لئے خوش ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کی مخالف جماعت جو کچھ بھی جدوجہد کر رہی ہے وہ صرف تمہاری خوشنودی کے لئے۔ کیونکہ وہ جماعت بھی مسلمان ہے اور آپ بھی مسلمان۔ اگر آپ کی مخالف جماعت اپنے مقصد میں کامیاب ہو بھی جاتی ہے۔ تب بھی اس کی کامیابی سے آپ کو فائیدہ پہنچ سکتا ہے کیونکہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی برابری کے حقوق ہیں اور ہم مساوات پر عمل کرتے ہیں۔ پس ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنے میں تو یہ آتا ہے کہ اس کی راہ میں اور بھی روڑے اٹکانے شروع کر دئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

کیا پہلے مسلمانوں کی یہ ہی حالت تھی کیا وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ اسی قسم کے سلوک کرتے تھے۔ کیا وہ اپنے بھائی کو خوش دیکھکر اسی طرح

جایا کرتے تھے۔ کیا قرون اولیٰ کے مسلمان اسی طرح اپنے بھائیوں کی گردنوں
پر تلواریں چلاتے تھے۔ کیا وہ اسی طرح اپنی ہی قوم کی غریب عورتوں
کو بیوہ اور معصوم بچوں کو یتیم اور محتاج وکمزور بوڑھوں کو بے معین و
مددگار چھوڑ دیا کرتے تھے۔ کیا وہ اسی طرح معمولی باتوں پر ایک دوسرے
سے نفرت کیا کرتے تھے۔

برادران عزیز اس وقت دنیا ایک عجیب وغریب راہ سے گزر رہی
ہے۔ ایسی حالت میں عقل و دماغ سے کام لینے کی ضرورت ہے ورنہ
وقت گزر جانے پر کف افسوس ملنا ہوگا۔ اور پھر اس پچھتانے سے
خاک بھی فائیدہ نہ ہوگا۔ دنیا کی حالت سے اچھا سبق حاصل کرو۔ ان
کے واقعات اور ان کی جد وجہد سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو۔
اس سے قبل دنیا کی نگاہیں آپ پر لگی رہتی تھیں لیکن آہ افسوس آج دنیا
خود بھی تمہاری جانب نہیں دیکھتی۔ یہ کیوں۔؟ کس لئے؟ محض اس
لئے کہ دنیا میں تمہارا نظام بگڑ چکا۔ دنیا میں تم نے اپنی طاقت کو بے حد
کمزور کر لیا۔ دنیا کی خاطر تم نے کچھ نہیں کیا۔ اپنے حقوق کی حفاظت کا
احساس کبھی بھول کر بھی شاید دل میں نہیں پیدا ہوا۔ مادر وطن کی
آنکھوں کے آنسو پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔

کاش دنیا میں اگر آج بھی قوم مسلم کا نظام درست ہو جائے تو
آپکے نظام سیاست کے سامنے دنیا بھر کے نظام درہم برہم ہو سکتے ہیں
آپ کی آواز کے سامنے دنیا کی آواز مدھم پڑ سکتی ہے۔ آپ میں طاقت

بھی جرأت بھی ہے۔ حوصلہ بھی عقل بھی ہے۔ دماغ بھی ہے سب کچھ ہے لیکن آپ ابھی حرکت کرنا نہیں چاہتے۔ برادران من آخر کب تک ایک نہ حرکت کرنے والے پتھر کی طرح پڑے رہو گے۔

اس طرح بے حس و حرکت پڑا رہنے کے سبب اور بھی آپ سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ ٹکراتے ہیں۔ ایسا نہ کرو۔ ہوش میں آؤ۔ قرون اولی کی یاد اپنے دل میں تازہ کرو۔ اور یہ ہی خیال کرو۔ کہ ہم مسلمان چودھویں صدی عیسوی کے مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ قرون اولی کے وہ مسلمان ہیں جو ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ایک دوسرے پر اپنا خون پانی کی طرح بہا دینے کے مسلمان تھے۔ کاش۔ وہ زمانہ آج بھی اگر واپس آجائے۔ یا آپ اپنی ہمتوں اور کوششوں سے اس زمانہ کو بھی ویسا ہی بناؤ تو پھر اپنی قوم کا مستقبل دیکھنا کہ وہ کس قدر شاندار ہے میری تو یہی دعا ہے کہ خدا ہماری حالت پر رحم کرے اور ہم کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم سب پھر ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر قوم و ملک کی خدمت کرنے لگیں۔ اور ان پریشانیوں اور ان مصیبتوں کو دور کرنے کی کوشش کریں جن میں آج کل خصوصاً نوجوان طبقہ مبتلا ہے

سفرِ یورپ

سنہ ۱۹۱۳ء کی خدمات کے سبب مسٹر محمد علی جناح کی طبیعت میں قومی سرگرمی دکھانے کا شوق بے حد بڑھ گیا اور ایک حقیقت میں ایک قوم پرست شخصیت کے مالک ہو گئے۔

عوام میں آپ کی شہرت اور ہردل عزیزی امید سے زیادہ بڑھ گئی کیونکہ عوام نے سمجھ لیا تھا کہ آپ ایک سچ قوم پرست ہیں کسی نے سچ کہا ہے۔

شعر

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کو اپنے خاندانی حالات کی چند مجبوریوں کے سبب آپ کو خاموش رہنا پڑا۔

اپریل کے مہینے میں مرحوم مسٹر گوکھلے آپ کو محض سیر و تفریح کی غرض سے یورپ لے گئے۔ وہاں بھی آپ نے اطمینان حاصل نہیں کیا بلکہ دونوں اپنے وطن کا خوشگوار مستقبل دیکھنے کی تمنا اپنے دلوں میں لئے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے عزیز ترین وطن کو آزاد دیکھیں۔ اور

اس میں مسرت کی بہار آجائے۔

ایک سچا وطن پرست خود کسی جگہ کیوں نہ ہو وہ کبھی بھی اپنے وطن کی یاد کو اپنے دل سے حذف نہیں ہونے دیتا وہ اگرچہ اپنی جنم بھومی سے دور بھی ہو جاتا ہے لیکن اس کی محبت اس کو اپنے وطن سے قریب ہی رکھتی ہے اس لئے اگرچہ اُن دنوں مسٹر محمد علی جناح اپنے وطن سے بہت دور یورپ میں تھے۔ لیکن آپ کا دل۔ جس میں وطن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ ہندوستان ہی میں تھا۔ اس کی یاد اور اس کی محبت ہر وقت آپ کو بے تاب و بیقرار رکھتی تھی۔

یورپ کی مکمل آزادی اور ان کی مسرتیں دیکھکر آپ کے دلمیں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ کیوں ہمارا وطن بھی ان ہی ممالک کی طرح آزاد ہو کر مسرت گاہ بن جائے۔

انگلستان پہونچنے کے بعد مسٹر محمد علی جناح ہندوستانی طلباء کے ساتھ نہایت ہی تپاک اور محبت سے ملنے لگے اور قومی و وطنی مسئلوں پر پر زیادہ سے زیادہ غور کرنے لگے۔ ان ہی مسائل پر طلبا اور دیگر ہندوستانی اصحاب سے گفتگو ہوتی رہتی تھیں۔ جس قدر وقت بھی آپنے وہاں گزارا وہ آپ نے تمام کا تمام قومی اور وطنی سرگرمیوں میں صرف کر دیا تھوڑے ہی عرصہ کی گفتگو کے بعد آپ نے ولایت میں

انڈین ایسوسی ایشن

قائم کردی جو اس روز سے آج تک انگلستان میں رہنے والے ہندوستانی بھائیوں کا مرکز ولجا ہے۔ انڈین ایسوسی ایشن کا قیام صرف مسٹر محمد علی جناح کی سرگرمیوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے وہاں رہ کر آپ نے صرف اتنا ہی نہیں کیا۔ بلکہ ہندوستانی طلبا کی مشکلات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بھی مرتب کر دی۔

اس کی ضرورت محض اس لئے محسوس ہوئی۔ کہ ان دنوں ولایت میں کچھ اس قسم کے قواعد بن گئے تھے۔ کہ جن کے سبب ہندوستانی طلبار کو تعلیمی مرکزوں میں داخل ہونے کے تحت مشکلات اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔

ہندوستانی طلبا کی موجودہ پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے آپ نے تحقیقاتی کمیٹی قائم کردی تاکہ ہندوستانی طلبار کو وہ کمیٹی کچھ نہ کچھ آسانیاں بہم پہنچا سکے اور وہ اس سے مستفید ہو سکیں آپ کی بتائی ہوئی اس کمیٹی کے سبب ہندوستانی طلبار کو خاص فائدہ پہونچا۔ اور وہ دشواریاں جو ان کی ہمتوں اور حوصلوں کو ایک حد تک پست کر دیتی تھیں قریب قریب ان کی راہ سے دور ہونے لگیں۔

واپسی پر مسٹر محمد علی جناح

جب ولایت سے آپ واپس تشریف لائے تو موسم خزاں تھا ان دنوں

مسلم لیگ کے مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ اور سید وزیر حسن سرگرم لیڈر تھے۔

انھوں نے واپسی پر مسٹر محمد علی جناح کو لیگ کی دعوت دی اور اس میں شریک ہو جانے کے لئے کہا گیا۔

چنانچہ مسٹر محمد علی جناح اپنی دلی تمنا اور خوشنودی سے ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

اگرچہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ آپ نے مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت فرمائی تھی اور اس کے کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ دلی تمنا سے شریک ہو جانے کے بعد آپ نے نہایت ہی وفاداری اور سرگرمی سے مسلم لیگ کا کام شروع کر دیا۔ اور اس میں شریک ہونے کے بعد آپ نے اس کو ایسا سنبھالا آج ہر طرف مسلم لیگ کے شیدائی اور تمنائی ظاہر ہو رہے ہیں۔

کانگریس ڈیپوٹیشن

اور

مسٹر جناح

۱۹۱۴ء کے ماہ مئی میں آپ آل انڈیا کانگریس کے ڈیپوٹیشن میں

شریک ہوکر آپ پھر ولایت چلے گئے۔

یہ ڈیپوٹیشن صرف اس لئے ولایت روانہ کیا گیا تھا۔ تاکہ وہ ہر پارلیمنٹ کو اصلاحات ہند کے مجوزہ قانون پر غور کرنے کے لئے ان کی توجہ دلائے۔

ولایت جانے سے قبل

آپ نے کراچی کے آل انڈیا مسلم لیگ اور کانگریس کے اجلاس میں شرکت کی اور اس موقعہ پر آپ نے نہایت ہی اہم رزولیوشن پیش کئے۔

اس کے بعد آپ کو برطانیہ کی پارلیمنٹ اور اس کی پبلک کے سامنے ان کو ہندوستانی بھائیوں کے خیالات کی ترجمانی کے لئے بلایا گیا۔ آپ نے اس موقع پر زبردست تقریریں کیں جن کو سن کر عوام کے دل ہل گئے اور آپ کی اس تقریر سے بہت مفید اثر پڑا اور اچھے ہی نتائج برآمد ہونے لگے۔ اخبار ٹائیمز میں وقتاً فوقتاً آپ کا حال شائع ہونے لگا۔ جس کو ہندوستانی طالب علم بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور سیاسی امور پر غور کرتے تھے۔

ولایت کے ہندوستانی طلبا اس وقت سے لے کر آجتک آپ کے مرہون منت ہیں۔ کیونکہ ان کی طرح مسٹر جناح کو ولایت میں بھی کافی علمی جدوجہد کرنی پڑی ہے ان ہی کاموں کی وجہ سے آج یورپ میں

بھی آپ کا نام روشن اور منور ہے۔

اور وطن کا ایک وطن پرست سپوت جس جگہ بھی جائے گا وہ ضرور اپنے وطنی بھائیوں سے ملکر ان کی تکلیف اور شکایت کی بابت معلوم کرنا اپنا فرض خیال کرتے تھے۔ اگر آپ ہندوستانیوں کو مصیبت میں دیکھ لیتے تھے۔ تو آپ کا دل بھر آتا تھا اور آپ اپنے بھائیوں کو بے چینی اور بے تاب دیکھ کر خود بھی بے چین اور بے تاب ہو کر رہ جاتے تھے۔

جو کام مسٹر محمد علی جناح نے ولایت کے طلبا کے لئے جو کچھ بھی کیا وہ مستحق صد تحسین و آفرین ہے اس سے قبل ولایت میں کبھی بھی ایسی سیاسی سرگرمی کی مظاہرہ نہیں ہوا تھا چنانچہ سکول کے بچوں نے اپنی اپنی حالت درست کرلی ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

سنہ ۱۹۱۶ء و سنہ ۱۹۱۷ء

کچھ دنوں کے اتفاق کے بعد ہندو اور مسلمانوں میں نفاق پیدا ہو گیا جس کے سبب وہ سیاسی تحریک آزادی حاصل کرنے کے لئے خوب زور و شور سے جاری تھی اس میں ایک زبردست کمزوری محسوس ہونے لگی اور تمام نظام و پروگرام میں حیرت انگیز تبدیلیاں ہو گئیں۔ جو لوگ عقلمند تھے۔ انھوں نے اسی وقت اس بات کا اندازہ لگا لیا کہ اب اس نفاق کے سکے بعد ہندوستان کی آزادی جلد سے جلد

حاصل کرلینا۔ ایک نہایت ہی مشکل اور دشوار کام ہو گیا ہے۔

ایسی حالت میں سیاسی مسئلے طے کرنے کے لئے کانگرس کمیٹی اور مسلم لیگ کونسل کے مشترکہ جلسے ہونے شروع ہو گئے۔ ان جلسوں میں بھی مسٹر محمد علی جناح نے شرکت کی اور آپ کی یہ ہی کوشش رہی کہ جس طرح بھی ممکن ہو آپس میں اتفاق رہے اور کسی قسم کا نفاق نہ ہوا ہو۔ لیکن قدرت جو چاہتی ہے وہ ہی ہوتا ہے۔ انسان کا سوچا ہوا بھی کبھی کبھی پورا ہو جاتا ہے اس زمانہ کی آپ کی سرگرمیاں دیکھکر لوگوں کے دلوں میں آپ کی بے حد عزت اور وقعت پیدا ہو گئی تھی۔

ہندو مسلم فساد کا آغاز انیسویں صدی کے آغاز سے ہوا۔ اس جھگڑے کے اسباب جاہل اور عوام کے تعصب تھے۔ اگر فریقین کے جاہل لوگوں کے دلوں میں مذہبی تعصب اور قومی عناد نہ پیدا ہوتا تو شاید یہ فساد آزادی کے کاموں میں حد سکندری بن کر حائل نہ ہو جاتا اس فساد سے قوم و ملک کو شدید نقصان پہونچا۔ اور وہ لوگ جو ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو ابھی اور بھی مضبوط کر دینا چاہتے تھے۔ انھوں نے جب ہندو مسلم میں گاڑھی چھنتی ہوئی دیکھی تو وہ اپنے دلوں میں بے حد خوش ہونے لگے۔ اور آزادی کے مخالف لوگوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جل گئے فساد کی ابتدا اس طرح پر ہوئی۔ ۱۸۰۹ء میں بنارس میں ایک زبردست فساد ہوا۔ اس فساد میں مسجد پر حملہ کیا گیا اور یہ اس قدر بڑھا کہ شہر میں قتل و غارت گری شروع ہو گئی اور جب تک مسجدوں کے سامنے لاشوں

کے ڈھیر نظر نہ آئے اس وقت تک یہ فساد برابر اسی طرح جاری رہا بنارس جو ایک خوبصورت شہر ہے۔ اس وقت حقیقت میں محشرستان معلوم ہونے لگا تھا۔

عوام میں تعصب اور نفرت اس قدر ترقی پر ہو گئی تھی کہ فوج کے آجانے پر بھی امن قائم نہ ہو سکا۔ اور نہ آسانی کے ساتھ پولیس اس پر قابو پا سکی۔ اس کے بعد بھی بنارس میں ان ہی دنوں میں چھوٹے اور فساد ہوئے۔

اعظم گڈھ کا فساد

۱۸۹۳ء میں ذبیحہ گاؤں کے متعلق ہندو اور مسلمانوں میں ایک ایسا زبردست خونی تصادم ہوا کہ جس پر ہم کو اپنی آنکھوں سے ... خون کے آنسو گرانے کی ضرورت ہے عوام میں غیر معمولی اشتعال پیدا ہو چکا تھا۔ عوام کے دلوں میں بغض و عداوت کی آگ پہلے ہی سے بھڑک رہی تھی۔ نفرت کی چنگاریاں ان کے عقل و دماغ کو پھونک کر خاکستر کر چکی تھیں چنانچہ گاؤکشی کے متعلق اعظم گڈھ میں اس قدر خوں ریزی ہوئی۔ کہ الاماں فساد کا یہ ہی نتیجہ ہوا کہ اعظم گڈھ کے ہندو مسلمانوں نے لڑ بھڑ کر اپنی طاقت کو بے حد کمزور بنا لیا اغیار کو ہنسنے کا موقعہ دیا۔



بمبئی کا فساد

محرم کے دنوں میں مسلمان جن میں شیعہ اور سنی دونوں صاحبان شریک ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے متعلقین کی شہادت پاک کا غم منایا کرتے ہیں۔ غرض کہ اس تاریخی واقعہ کی یاد ان دنوں دونوں فرقوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے جس کے سبب سے ان کا جوش وخروش غم وغصہ اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ان سے بے حد عقیدت مندی ہے اس لئے دنیا ان کی نگاہوں میں بالکل بے کار چیز بن جاتی ہے۔ ایسی حالت میں ان کو چھیڑنا حقیقت میں برا ہے۔ چنانچہ بمبئی میں محرم کے موقعہ پر ہندو مسلمان فساد ہو گیا۔

ہندو مسلم فساد کے بعد

ان جھگڑوں کے بعد اگر لیڈر صاحبان دونوں قوموں کو گلے ملوا دینے کی کوشش کرتے تو وہ یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے اور موجودہ عداوت ومنافرت ان کے دلوں سے نکل جاتی۔ لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ جماعتیں قائم ہو گئیں۔ جن سے مذہبی جنون اور تعصب اور بھی بڑھ گیا۔



اتحاد کی کوشش

ان جھگڑوں کے سبب مسٹر محمد علی جناح کو از حد ملال و غم ہوا چنانچہ فرقہ وارانہ منافرت کو دور کرنے کے لئے۔

مولانا حسرت موہانی

نے مسلم لیگ کی صورت میں ایک تقریر فرمائی جس میں آپ نے یہ کہا موجودہ ہندو مسلم اتحاد کے باوجود بھی بہت ہی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور عوام میں بدگمانیاں روز بروز بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان پر حملہ کر دینے کے لئے یا تو ہم اپنے ہم مذہبوں کو باہر سے بلائیں گے اور یا مسلمان ہندوستان کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے اپنے مددگاروں کو بلالیں گے صرف ایک یہ ہی ایسی بات تھی۔ کہ جس نے ایک عرصہ تک عوام کے دلوں کو صاف نہ ہونے دیا۔ اور ان کے دل میں قسم قسم کے خطرات برابر موجود رہے ان ہی دنوں دہلی میں ایک اتحادی کمیٹی کی تشکیل ہوئی جس میں لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر "انصاری" اس فرقہ وارانہ مسئلے کو حل کرنے کے لئے شریک ہوئے لیکن افسوس اس کمیٹی کی تشکیل سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ہندو مسلم کے دل اچھی طرح صاف نہ ہو سکے اور نہ ان مسئلوں کا حل ہی پیدا ہو سکا اس زمانے میں وہ بڑے بڑے لیڈر۔ جو اتحاد کے حامی تھے وہ بالکل خاموش

تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں کانگرس میں بھی مہاسبھائیوں سے مرعوب تھی اور وہ اس کو ناراض کر دینا چاہتی تھی انتخاب کے موقعہ پر کانگریس کی جانب سے ڈاکٹر انصاری کھڑے ہوئے تھے۔ مگر مہاسبھا کی جانب سے مالویہ جی نے ان کے مقابلے میں ایک شخص کو کھڑا کر کے ڈاکٹر انصاری کو شکست دلوادی تمام لیڈر مہر بلب خاموش تھے اور وہ خاموشی کے ساتھ اس بڑھتے ہوئے فتنے کو بڑی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ آزادی کی جدوجہد پر اس فتنہ و فساد نے ایک کلہاڑی کا کام کیا تھا۔ اور سالہا سال کی کوششوں کو آن کی آن میں خاک میں ملا دیا تھا۔

مسلم لیگ مفاہمت پر آمادہ تھی چنانچہ اس کا اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا جس میں ہمارے "قائداعظم مسٹر محمد علی جناح" نے ایک قرارداد میں یہ بات طے کی ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو مجالس وضع قوانین اور دیگر مجالس کے نمائندوں کی نیابت اور ان کی نوکریوں میں ان کے لئے موزوں حصہ حاصل کرنے کے مطالبات مرتب کرے۔ اس کمیٹی کو اس بات کا بھی حق دے دیا گیا۔ کہ وہ بھی دوسری کمیٹیوں کی طرح دوسری سیاسی مجلسوں کے ساتھ گفتگو کر کے آل انڈیا مسلم لیگ کے سامنے اپنی روداد پیش کرے۔

اس موقعہ پر مسٹر محمد علی جناح کی بابت کچھ مخالفین یہ آواز بلند کر رہے تھے۔ کہ آپ فرقہ پرست کی حیثیت سے مسلم لیگ کے پلیٹ

فارم پر آئے ہیں۔ آپ کے کانوں تک جب یہ بات پہنچی تو بہت ملال اور صدمہ ہوا کیونکہ آپ ہمیشہ ہندو مسلم اتحاد کے حامی رہے ہیں۔ اور کبھی بھی آپ نے یہ نہیں چاہا کہ یہ دونوں قومیں آپس میں ٹکرا کر کمزور ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے اس الزام کی زبردست تردید کی اور کہا کہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر فرقہ پرست کی صورت میں نہیں آیا ہوں اور نہ میرے دل میں کبھی اس بات کا خیال پیدا ہوا ہے۔

انہوں نے کہا۔ میں ویسا ہی قوم پرست ہوں جیسا کہ پہلے تھا جو لوگ مجھے بدلا ہوا خیال کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ان کی طبیعتوں میں نہ معلوم کس خیال نے زہر ملا دیا ہے۔

میں پہلے ہی ہندو مسلم اتحاد کا حامی تھا اور آج بھی ہندو مسلم اتحاد کا حامی ہوں۔ میں حاضرین کو پوری طرح سے یقین دلاتا ہوں کہ میں فرقہ وارانہ فساد کا از حد مخالف ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مجالس قانون میں ملک کے قابل اور بہترین حضرات نمائندگی کریں لیکن افسوس دوست مسلمان اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مسلمان مجالس قانون اور ملازمتوں میں علیحدہ نیابت چاہتے ہیں اسی کے سبب سے یہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ فرقہ وارانہ فساد ختم ہو جائے اور آج پھر اتحاد ہو جائے لیکن افسوس وہ اتحاد نظر ہی نہیں آتا۔ اتحاد کی راہ میں فرقہ حائل نہیں ہیں لیکن افسوس

چند شر انگیز حضرت اس میں حائل ہیں جو اتحاد کی تکمیل کو ایک حد تک روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے اپنی جوشیلی تقریر میں چند عیارانہ اور فریب کارانہ پروپگنڈوں کی مذمت کی اور ان کو مفصل و مشرح طور پر اس طرح بیان کیا کہ عوام کے دلوں پر بھی زبردست اثر ہوا اور وہ ایک حد تک آپ کی اس تقریر کا مفہوم سمجھ گئے۔

آل پارٹیز کانفرنس

دھلی

جنوری کے آخر میں ۱۹۲۵ء میں دھلی میں ایک کانفرنس گاندھی جی کی صدارت میں منعقد ہوئی جو صرف ہندو مسلم اتحاد کے لئے ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں مسٹر محمد علی جناح نے ایک مفصل تقریر کی اور اپنے اظہار خیال سے عوام کو آگاہ کر دیا آپ نے فرمایا۔

مجالس قانون کے سبب ہندو اور مسلمانوں میں جو نفاق پیدا ہو گیا

ہے اس نفاق سے نہ تو لیڈروں کو کچھ فائیدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ مسلمان اس نفاق و اختلاف سے کچھ فائیدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بلکہ اس کے سبب ترقی میں اور بھی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی یہ کام نہ صرف مسلمانوں کا ہے نہ ہندوں کا۔ میں دونوں قوموں سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کیا مانگتی ہیں آپ دونوں میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ وہ بذات خود اس سوال کا حل تلاش کریں اور بتائیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اگر اس جھگڑے کو ختم نہ کر دیا گیا تو ہم کسی طرح بھی ترقی نہ کر سکیں گے۔ آج ہم سب اس پلیٹ فارم پر محض اس لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ عقلمند اور سمجھدار انسانوں کی طرح تبادلہ خیالات کرنے کے بعد ایک دوسرے سے دوستانہ گفتگو شروع کر دیں تاکہ اس سے خوشگوار اور تسلی بخش نتائج پیدا ہو سکیں۔

اس روز آپ نے ایک طویل تقریر فرمائی تھی لیکن آپ کی اس تقریر کا اختصار کے ساتھ کچھ حصہ اس جگہ لکھدیا گیا ہے آپ کے بعد اور لیڈروں نے بھی تقریریں کیں اور اس اختلاف کو دور کرنے کی خاطر جہاں تک بھی وہ کچھ کہہ سکتے تھے انہوں نے کہا۔

گاندھی جی

کے

خیالات

ان دنوں گاندھی جی بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے اور آپ یہ
ہی چاہتے تھے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو یہ فرقہ وارانہ آگ سرد پڑ
جائے کیونکہ آپ کو معلوم تھا۔ کہ اس اختلاف کے سبب شروع
کردہ تحریک کے کاموں میں بہت کمزوری پیدا ہو چکی ہے۔ آپ نے
اپنا ایک مضمون ۱۹۲۵ء میں ایک اخبار کے سپرد کیا تھا۔ جس کا
مطلب حسب ذیل ہے مسلمانوں کو ہندوؤں سے یہ شکایت ہے کہ ان
کو اپنی اکثریت پر ناز و فخر ہے اس لئے وہ ان کی قدر نہیں کرتے اور
وہ ان کی اکثریت سے خائف بھی ہیں محض اس لئے۔ کہ اگر ہندوستان
کی حکومت ان کے ہاتھ میں آجائے تو وہ مسلمانوں سے غیر منصفانہ سلوک
نہ کرنے لگیں۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح آج مسلمان

ہندؤں سے خائف ہیں۔ اسی طرح ہندو بھی مسلمانوں سے خائف ہیں کیونکہ مسلمان اگرچہ مٹھی بھر تھے۔ لیکن انھوں نے پھر بھی ہندوستان میں آتے ہی تمام ہندؤں کو مغلوب کرلیا تھا۔ اس لئے ہندؤں کو اس بات کا ہمیشہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان طاقت حاصل کرتے ہی حملہ آور قوم کے ساتھ مل کر ہندوستان کی تباہی اور تجارت گری میں مصروف نہ ہوجائیں۔



۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء کو دھلی میں معتدر اور ذی شان مسلم لیڈر صاحبان مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت کی خاطر تجاویز سوچنے کے لئے جمع ہوئے اور ان سب نے مل کر حقوق مسلم اور مفاد مسلم

کی حفاظت کی خاطر چند تجاویز مرتب کیں اور ایک اجلاس مقرر کیا جس میں شرکت کے لئے تمام ہندوستان کے مسلم نمائندوں کو دعوت دی گئی ۔ تاکہ مسلم تجاویز دہلی کا اجلاس شاندار بن سکے۔

جلسے کی کارروائی مسٹر محمد علی جناح کی صدارت میں شروع کر دی گئی یہ جلسہ مشترکہ انتخاب کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ کیونکہ دوسرا فریق اس کے لئے زور دے رہا تھا کہ مشترکہ انتخاب ہونا چاہیئے ۔ شروع شروع میں تو اس مسئلے پر بے حد بحث ہوئی انجام کار ذیل کی تجاویز منظور کر لی گئیں۔

(ا) سندھ کو صوبہ بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائے ۔

(ب) اگر مسئلے حل ہو جائیں تو مسلمان مشترکہ انتخاب کو منظور کر لیں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہو وہاں ہنود مسلمانوں کے ساتھ رعایت کریں اور جہاں مسلمان کی کثرت ہو وہاں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہندوؤں کے ساتھ رعایت سے کام لیں۔

(ج) سرحد اور بلوچستان کے صوبوں میں دوسرے صوبوں کی طرح اصلاحات نافذ کی جائیں۔

مسٹر محمد علی کے علاوہ اور لوگوں کا بھی یہی خیال تھا کہ ان تجاویز پر عمل کیا جا سکے گا اور ہندو بھی اب اختلاف دور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے ۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ آئندہ کے لئے غور کرنے پر ان تمام تجاویزوں کو ٹال دیا گیا۔

شروع شروع میں بحث محض اس لئے کی گئی تھی کہ تمام معاملات طے ہوجائیں اور ہر راستہ صاف اور سیدھا نظر آنے لگے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ صرف آئندہ کے لئے ملتوی کرنے پر ہی اس جلسے کو ختم کر دیا گیا۔

سر جان سائمن کمیشن

سنہ ۱۹۲۸ء میں سر جان سائمن اپنا کمیشن لے کر ہندوستان آپہونچا اس کی آمد کا مقصد محض یہ تھا۔ کہ وہ یہ دیکھے کہ ہندوستان کہاں تک ذمہ وار حکومت کرنے کا اہل ہو چکا ہے اور اس کے دستور میں ابھی کہاں تک تبدیلیاں باقی ہیں

آل انڈیا کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ نے سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور ناراضگی کا اظہار کیا لیکن ہندوستان میں ان دو جماعتوں کے علاوہ اور بھی چند ایسی جماعتیں موجود تھیں جنھوں نے اس کمیشن کا نہایت ہی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا اس وقت جبکہ کانگریس اور مسلم لیگ کی جانب سے سائمن کمیشن کا مقاطعہ کیا جا رہا تھا۔ مدراس کانگریس کی تجویز کے مطابق

دھلی میں کانگریس کمیٹی کا اجلاس ہوا اور اس میں یہ بات طے پائی کہ ذمہ دار حکومت کو سامنے رکھتے ہوئے ایک دستور بنایا جائے۔

چند اصولوں کی بنا پر مسلم لیگ کو ناپسندیدگی ظاہر کرنی پڑی اس کے بعد ماہ مارچ میں اسی سال میں آل پارٹیز کا ایک اور اجلاس ہو لیکن جبلپور کے اجلاس میں مہاسبھا نے مسلم لیگ کی تجاویز کی اش مخالفت کی اس کے بعد ۱۲ مئی کو بمبئی میں ایک کانفرنس منعقد ہو لیکن اب فرقہ وارانہ اختلاف زیادہ بڑھ گیا تھا۔

اگرچہ اس موقعہ پر بھی نیک اور نامور لیڈر صاحبان نے اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن افسوس کوئی خاص کامیا حاصل نہ ہو سکی۔

اگرچہ کچھ عرصہ تو اختلاف رہا اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ دو ہونے لگا۔ اور ۱۹۳۲ء تک اختلاف کا میدان بالکل صاف ہو گیا ان دنوں مسٹر محمد علی جناح مسلمان ممبروں کے قائد تھے اور آپ یہی چاہتے تھے۔ کہ کسی نہ کسی طرح ملک اور قوم ترقی کرے اس میں بھی زندگی کے آثار پیدا ہوں اس موقعہ پر آپ نے کانگریس پار کے ساتھ مل کر حکومت کو پے در پے شکستیں دیں۔

سر وزیر حسن

صدر

مسلم لیگ



۱۹۳۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس بمبئی میں ہوا اور سر وزیر حسین کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا۔ آپ نے اس روز ایک زبردست تقریر کی اور آپ نے اپنی تقریر میں کانگرس کی موجودہ روش پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بات ظاہر کی مسلمانان ہند کانگرس کے کاموں سے کس لئے مطمئن نہیں ہیں۔

مسلمانوں کی ترقی اور ان کے مفاد کی خاطر آپ نے ایک زبردست ٹھوس تقریر کی اور مسلمانوں کی سرکاری ملازمتوں کے متعلق بھی آپ نے اپنی تقریر میں بہت کچھ کہا اور اسی روز سے یہ بات بھی طے ہو گئی۔ کہ مسلم لیگ آئندہ انتخابوں میں اپنے امیدواروں کو بھی رکھ [illegible] قوم و ملک کو فائدہ پہونچ سکے۔ اسی کے ساتھ

ساتھ آپ نے یہ بھی کہا کہ مسٹر محمد علی جناح کو کلی اختیار دیئے جاتے ہیں کہ وہ ایک مرکزی بورڈ قائم کریں اور وہ تمام ایسے ذرائع اختیار کریں جو مقاصد کے حقوق میں لازمی اور ضروری ہوں۔

اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سے ۱۹۳۶ء میں تمام صوبوں میں مسلم لیگ پارلیمنٹری کے بعد بورڈ قائم ہونے شروع ہو گئے اور اسی روز سے مسلم لیگ زیادہ سرگرم نظر آنے لگی۔ اس کے ساتھ ساتھ پنڈت مدن موہن مالوی نے کانگریس نیشنلسٹ پارٹی قائم کر دی۔ لیکن چونکہ انتخابی مہم کا کام مسٹر محمد علی جناح نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس لئے مسلمان خوب جوش و خروش سے کام کرنے لگے۔ اور انھوں نے اپنی ہمتوں میں فرق نہیں آنے دیا۔ دوسرے ایک بات یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کو مسٹر محمد علی جناح کی ذاتِ خاص پر پورا پورا اعتماد اور بھروسہ بھی تھا۔ اس لئے ہر شخص آپ کے حکم کا منتظر آنے لگا۔ مسلم لیگ کے سمجھدار ممبروں نے آئندہ خطروں کا نہایت ہی غور سے مطالعہ کیا۔ اور ان کو اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ اگر مسلمان قانون ساز مجلس میں کسی پالیسی کے ماتحت داخل نہ ہوئے تو بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے ان پر غور کرنے کے بعد سب نے مل کر مسٹر محمد علی جناح کو مسلم لیگ کا پریزیڈنٹ بنا کر مکمل اختیارات دائمی دے دئے۔ تاکہ وہ اپنے زیر صدارت بورڈ بھی قائم کر سکیں اور الیکشن کے موقعہ پر ہر قسم

کی آسانیاں پا سکیں۔

چنانچہ اس کے بعد سے خوب زور و شور کے ساتھ جد و جہد شروع ہوگئی۔ مسلم لیگ کو اتحاد عمل کا اختیار بھی دے دیا مگر صرف اس صورت میں جب کہ اس کا بھی نصب العین وہی ہو جو مسلم لیگ کا ہے تب ایسی صورت میں اتحاد کر لینا کوئی نا مناسب عمل نہیں ہے۔

ہم نے دیکھا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد مسلمان مسٹر جناح کی سرگردی میں جوق جوق مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے اور مسلم لیگ تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی با اقتدار سیاسی جماعت کی صورت میں ظاہر ہوگئی۔

مسلمانوں کی ترقی کے لئے غور کیا گیا۔ ان کے حقوق کی ہر طرح سے حفاظت کی جانے لگی۔ سیاسی مسئلوں پر بحث اور تقریریں ہونے لگیں۔ اگرچہ شروع میں لیگ کی مخالفت بے حد کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ اب اس کی مخالفت کم ہوتی جا رہی ہے۔

مسلم لیگ

کے رکن بن کر ملکی دلی کا سچا ثبوت دیں۔

خادم الخدام سید محمود الحسن

مسٹر محمد علی جناح کا نظریہ



نا اتفاقیوں کے بعد بھی مسٹر محمد علی جناح کا نظریہ ذیل کی سطروں سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ آپ ہمیشہ یہ ہی چاہتے رہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ملک اور قوم کو فائدہ پہونچے اور انڈیا مکمل آزادی حاصل کر سکے۔ آپ چاہتے تھے کہ۔

(۱) اگر بنیادی اصول آپس میں طے ہو جائیں تو ہم جماعت اور پارٹی کے ساتھ تعاون کر لینے میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہے۔

(۲) قانون ساز مجالس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ارکان یہ کوشش کریں کہ کونسلوں اور اسمبلیوں سے ملک اور قوم کی خاطر جس قدر بھی فائدہ حاصل کیا جا سکے کر لیا جائے

(۳) موجودہ صوبجاتی اور مرکزی قوانین کی جگہ کامل خود مختار اور جمہوری حکومت قائم کردی جائے۔

لیکن دوسری جماعت کی طرف سے اس کی پرزور مخالفت کی گئی۔ کانگریس جدید دستور کے سخت خلاف تھی۔ چنانچہ اس دستور کی بنا پر ملک میں زبردست ہڑتال بھی کی گئی۔ اگرچہ مسٹر محمد علی جناح دستور جدید کے مخالف تو نہیں تھے لیکن پھر بھی آپ نے کانگریس کی مخالفت نہیں کی اور نہ اس دستور پر کسی قسم کا زور دیا۔

مسلم لیگ اور کانگرس کے علاوہ دوسری پارٹیوں نے دستور جدید کی رو سے انتخاب حصہ لینا شروع کردیا۔ اور انھوں نے اپنی بہت سی وزارتیں قائم کرلیں۔

ان وزارتوں میں حقیقت میں مسلم لیگ نے کچھ حصہ نہیں لیا البتہ صاحبہ سلیم پورستے تو ضرور ایک وزارت قائم کرلی لیکن یہ مسلم لیگ کی پالیسی کے بالکل خلاف تھا۔ جس کے سبب آل انڈیا مسلم لیگ کو خلاف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دوسری جماعتوں نے جو دستور جدید کی رو سے اپنی اپنی وزارتیں قائم کرلی تھیں ان کے اثر سے آل انڈیا کانگرس اور مہا سبھا میں کھلبلی مچ گئی۔ مہا سبھا نے کانگرس سے اس بات کی شکایت کی کہ چونکہ اس نے وزارت قائم کرنے کی پالیسی کو بدل دیا۔ اور اس

کے لئے کوشش نہیں کی اسی سبب سے شمالی ہندوستان سے لگا کر آسام تک اسلامی راج قائم ہو گیا۔ اس راج کو بہت گہری نظروں سے دیکھا گیا۔ بنگال کی مہاسبھا نے اس بات کی اپیل کر دی کہ جب تک وزرا کی تعداد برابر نہ ہو جائے اس وقت تک ہرگز ہرگز ایک بھی ہندو کیبنٹ میں شریک نہ ہو۔

کانگریس نے جب مہاسبھا کو اپنی حکمت عملی کے خلاف اور ناراض پایا تو اس نے غور کیا اور غور کرنے کے بعد اپنی سابقہ پالیسی کو فوراً ہی بدل دینے کی کوشش کی۔ اور اس کو انجام تک اس طرح پہنچایا کہ جلسوں پر جلسے کرنے شروع کر دیئے اور ہر جگہ جہاں جہاں بھی جلسے ہوئے کانگریس کے ارکان نے وزارت قبول کرنے کے رزولیوشن پاس کرنے شروع کر دیئے جس کا یہ مطلب ہوا کہ کانگریس اب وزارت قائم کرنے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ اور اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب وہ جگہ جگہ کانگریس کی وزارتیں قایم کر کے ہر طرف کانگرسی حکومت قائم کر دے گی۔

دہلی میں کانگریس کمیٹی کا اجلاس

۱۵ مارچ میں کانگریس کا دہلی میں ایک اجلاس ہوا جس میں ہندوستان

سے چیدہ چیدہ لیڈر شریک ہوئے بحث صرف اس پر تھی کہ کانگریس کو وزارت کے عہدے قبول کر لئے جائیں۔ کچھ لوگ تو چاہتے تھے کہ جس طرح دوسری جماعتوں نے وزارتیں قائم کر کے اپنی حکومت قائم کرلی ہے۔ اس طرح کانگریس بھی وزارتیں قائم کر کے اپنی حکومت قائم کر دے اور بعض لوگ یہ چاہتے تھے۔ کہ کانگریس کو ہرگز ہرگز وزارت کے عہدے نہ قبول کرنے چاہئیں کیونکہ ایسی حکومت قائم کرنے کے سبب آزادی حاصل کرنے کا مقصد خاک میں ملا جاتا ہے۔ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے۔ کہ جب ہر طرف کانگریسی حکومت قائم ہو جائے گی تو ارکان حکومت ہی کے خواب دیکھنے لگیں گے اور پھر وہ مادر وطن کی آزادی اور خود مختاری حاصل کرنے کی جدوجہد کو بالائے طاق اٹھا کر رکھدیں گے اس لئے وہ وزارت کے عہدوں کو قبول کر لینے کے خلاف تھے۔ چنانچہ دھلی کے اس کانگرسی جلسے میں بہت بحث ہوئی اور زبردست دونوں خیالات کے آدمیوں کا مقابلہ ہوا۔ لیکن جو لوگ وزارت کے عہدوں کے خلاف تھے وہ ایک بڑے مقابلہ کے بعد ہار گئے۔ جو لوگ وزارت کے عہدے قبول کر لینے کے موافق تھے۔ وہ کثرت رائے سے جیت گئے۔ چنانچہ اکثریت ہی کی فتح ہوئی اور آل انڈیا کانگریس نے اسی روز سے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وزارت ضرور قائم کی جائے۔ اور کانگریس کی حکومت ہی ہندوستان میں قائم کر دی جائے۔

اس کے ساتھ کانگریس کے بڑے بڑے لیڈروں نے پبلک کے دلوں میں یہ بات بھی اچھی طرح بٹھا دی کہ اگر وزارت کے عہدے قبول کرنے میں ان کو کسی قسم کی مصیبت یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو فوراً ہی وزارت کے عہدوں کو ٹھکرا کر اپنی سابقہ پالیسی پر عمل کرنے لگیں گے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وزارت قائم کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ خود مختارانہ حکومت کی آزمائش ہو جائے۔ اور وہ یہ سمجھ سکیں کہ یہ حکومت کہاں تک ملک و قوم کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے اگر اس حکومت میں کسی قسم کی برائی اور نقصان نہ ہوا تو پھر وزارت کے عہدوں کو ٹھکرا دینا ہمارے لئے یہ عقلمندی کا کام نہیں ہے اور اگر بالفرض اس میں کسی قسم کا نقصان بھی پنہاں ہوا۔ تو ایسے موقعہ پر ہم صرف یہ کریں گے۔ کہ قلمدان وزارت چھوڑ کر فوراً اس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ پس ایسی صورت میں کانگرس کو وزارت قبول کر لینے سے نقصان بھی کیا پہنچ سکتا ہے۔ ہاں یہ ضروری بات ہے کہ عہدے قبول کر لے کے بعد بھی کانگرس کا نصب العین وہی ہونا چاہئے جو اب ہے یا اب سے قبل تھا۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا ہونا مفید نہیں ہے بس ہمارا نصب العین عہدے قبول کر لینے کے بعد بھی وہی ہوگا۔ جو وزارت سے قبل تھا۔ لوگوں کو یہ بھی جتا یا گیا کہ موجودہ وقت میں وزارت کے عہدوں کو قبول کر لینا سوراج حاصل کرنے میں بے حد مفید اور مددگار

ثابت ہوگا۔ ممکن ہے کہ ان وزارتوں ہی کے سبب مادر وطن کو مکمل اور پوری پوری آزادی نصیب ہو سکے اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ عہدے قبول کر لینے کے بعد ہم حکومت کے ہاتھ میں ہونگے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ ہمارے خیالات اور ہمارے مقاصد میں کوئی طاقت یا کوئی پالیسی کسی قسم کی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی اس لئے ان لوگوں کو بھی اس بات پر راضی ہو جانا چاہیئے۔ کہ وزارت حاصل کر لی جائے۔ جو آج تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ کانگریس کی خود مختاری عہدے قبول کرتے ہی ختم ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں اور بھی جو جو برائیاں سامنے آتی جائیں گی ہم اپنی پوری پوری طاقت سے ان کو برابر دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد بے شمار لوگ اس بات پر راضی ہو گئے۔ کہ وزارت کے عہدے ضرور قبول کر لینے جائیں۔

ذیل کے شرائط کی بنا پر پنڈت جواہر لال نہرو نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ وزارت کے عہدوں کے خلاف کسی قسم کی کوئی کاروائی نہ ہونی چاہیئے۔

شرائط

(ا) گورنر اپنے خصوصی اختیارات کبھی استعمال نہ کرے۔

(ب) وزرا کی رائے کو ٹھکرانے کا اسے کوئی بھی حق نہ ہوگا۔

(ج) وزرا کے کاموں میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائیگی۔
(د) گورنر کو کسی خاص پارٹی سے ہی تعلق نہیں رکھنا ہوگا۔

پس پھر کیا تھا ان کے مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ گورنر صاحبان کے نام احکام جاری ہو گئے۔ اور کانگریس وزراتیں قائم کرنے میں نہایت ہی سرگرمی دکھانے لگی۔ اور اس کے بعد ہر طرف کانگریس کی حکومت نظر آنے لگی۔

اس کے بعد ہی سے مسلمانوں میں کئی اور جماعتیں پیدا ہو گئیں۔ ۱۹۲۸ء میں مجلس احرار اسلام قائم ہوئی۔ اور ایک ہی سال بعد آل انڈیا شیعہ پولٹیکل کانفرنس وجود میں آگئی۔ لیکن صرف مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت تھی کہ جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے اس کے ساتھ ہی ساتھ۔ لوگوں نے مسلم لیگ کے خلاف غلط پروپاگنڈہ شروع کر دیا اور لوگوں میں بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں۔ جو لوگ مسلم لیگ کے خلاف تھے انھوں نے عوام کی طبع میں اس قدر زہر ملانے کی کوشش کی کہ کچھ ٹھیک نہیں اگر ایسی حالت میں مسلم لیگ میں مسٹر محمد علی جناح سے بااثر اور سرگرم لیڈر نہ ہوتے۔ تو نہ معلوم مخالفین اس قومی جماعت کو کسقدر نقصان پہنچاتے آل انڈیا مسلم لیگ کی نہ صرف ترقی ہی محدود ہوتی۔ بلکہ اس کے اقتدار میں بھی کمی اور کمزوری پیدا ہونے لگتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ دوسری جماعت بہت زیادہ طاقت پکڑ جاتی۔ اور مسلمانوں کے حقوق و مفاد

کی حفاظت کرنا نہ صرف دشوار ہی ہو جاتا۔ بلکہ شاید ناممکن ہی ہو
ہونے لگتا۔ لیکن مسٹر محمد علی جناح نے جب عوام میں بدگمانیوں کے
اثرات دیکھے تو فوراً ہی آپ نے اپنا ایک بیان شائع کر کے لوگوں
کو فریب اور دھوکے کے جال سے بچا لیا ورنہ ان کو لیگ کے پلیٹ
فارم پر سے کھینچ کر دوسری طرف سے جانے کی ازحد کوشش کی جا
رہی تھی۔ آپ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ میں مسلمانوں کو اس
بات کا یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان کو فریب اور دھوکے کے جال میں
پھانسنے کے لئے یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسلم لیگ کوئی خاص جماعت
نہیں اور کانگریس کی طرح آزادی کی دلدادہ نہیں ہے۔ یہ بات
بالکل غلط ہے۔ بلکہ آل انڈیا مسلم لیگ کا مقصد بھی مکمل آزادی او
خودمختاری ہے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر ازحد افسوس ہے جو
مسلمانوں اور مسلم لیگ میں نفاق پیدا کرانے کی خاطر عجیب و غریب
بدگمانیاں پیدا کرا رہے ہیں جو مسلم لیگیوں کی طبیعت میں زہر ملانے
کی برابر کوشش کر رہے ہیں۔ مسلم لیگ صرف اس لئے قائم ہوئی
کہ وہ مسلمانوں کی اقلیت کا احساس رکھتے ہوئے اس کے حقوق
کی حفاظت کرے وہ مسلمانوں کی تنظیم کے لئے قائم کی گئی ہے تاکہ اگر
کوئی قوم یا کوئی جماعت اس سے سمجھوتہ کرنے لگے تو وہ ایک شاندار
سمجھوتہ کر سکے۔

جو لوگ مسلمانوں کے دشمن ہیں وہ محض یہ ہی چاہیں گے کہ ان

میں کوئی ایک ہی ایسی جماعت قائم ہو سکے۔ کہ جوان کو تنظیم کی دعوت دے۔ جوان کی پارینہ طاقت کو اشتراک کا جامہ پہنائے۔ مسلم قوم کے دشمن ہیں وہ اسی میں خوش ہیں۔ کہ ان کی طاقت ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم رہے۔ لیکن مسلم لیگ مسلم قوم کی واحد اور علم بردار جماعت ہے۔

خیالات

و

مشاہدے

ان دنوں بھی ہم کئی جماعتوں کو دیکھ رہے ہیں ان کا بھی یہی دعویٰ اور یہی مقصد ہے کہ وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ سچی اور حقیقی آزادی کے دل دادہ دشیفتہ اور فریفتہ ہیں۔ ان کی جدوجہد بھی جاری ہے۔ ان کے ارکان بھی نہایت ہی سرگرمی سے سیاسی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی جانب کھینچ لینے کی پوری پوری کوشش کر رہے۔ میں آپ سے

سکہ آخر وہ کونسی جماعت ہے۔ وہ کون گروہ ہے کہ جو مسلم لیگ سے زیادہ ہر دل عزیز ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ وہ کونسی جماعت ہے کہ جس کے جھنڈے کے نیچے آج فرزندان اسلام زیادہ سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ وہ کون سی جماعت ہے کہ جس کا نام ہندوستان کے گوشے گوشے میں اور بچے بچے کی زبان پر موجود ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھکر ہر شخص اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس کا مستقبل نہایت ہی اچھا اور شاندار ہوگا۔ اور یہ جماعت ضرور مسلمانوں کو میدان سیاست میں کامیابی کا ہار پہنا کر آزادیٔ ہند کا شہرہ اپنے سر باندھے گی۔ اگر اور جماعتیں آزادی کی خاطر کوشش کر رہی ہیں تو وہ کرتے جائیں ہم نے تو محض یہ دیکھنے کہ ان میں سے کس جماعت کا اندام زیادہ مبارک اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ ہماری پیاری محبوبہ جس کا دوسرا نام آزادی ہے۔ ہم تو محض اس محبوبہ دل نواز کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار ہیں ہم اسی کے انتظار میں اپنی آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں۔ ہم اسی آزادی کی دیوی کی راہ تک رہے ہیں۔ منتظر ہیں۔ اور اس کے انتظار میں بھی عجیب قسم کا لطف حاصل کر رہے ہیں۔

مسٹر محمد علی جناح کی سیاسی جدوجہد اس کو ہم سے قریب تر کرتی جا رہی ہے۔ اس لئے ہم ان کو ہی اپنا سچا محسن حقیقی خیر خواہ اور روطن

پرست خیال کرنے لگے ہیں۔ جو صاحب بھی آزادی کی محبوبہ کو ہم تک پہنچا دینے کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دیں گے وہی ہمارے رفیق اور دوست بن سکیں گے۔ اور جو اس کو حاصل کرنے کی راہ میں سدِ سکندری بن کر حائل ہو جائیں گے اس کو ہم لوگ حقیقت میں اپنا دشمن اپنی قوم کا دشمن۔ ہندوستان کی ہر قوم کا دشمن ہر فرقے کا دشمن مادرِ وطن کا دشمن آزادی کا رہزن اور غدار وطن خیال کر لیں گے۔ اگرچہ ظاہر میں تو کوئی بھی خود کو دشمن کے لباس میں ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا لیکن ہاں البتہ نقاب اٹھ جانے کے بعد اس کی اصلی صورت صاف نظر آجائے گی۔ اس کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہم پڑھ سکیں گے یہ اپنی قوم اور اپنے وطن کا دشمن ہے۔ وطن و قوم سے دشمنی کرنا انتہا درجے کی رذالت پست ہمتی۔ اور بزدلہ پن ہے

آج ان لوگوں کے نام دنیا میں آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہیں جو شمع آزادی کی خاطر پروانہ وار نثار ہو گئے۔ اگرچہ ان کی خاک کو زمانہ کی ہوا نے اڑا کر ہماری آنکھوں سے اوجھل کر دیا ہے مگر ان کے نام جلی حرفوں میں تاریخ ہند کے صفحات پر آگئے ہیں۔ جن کا مٹ جانا دشوار ہے۔

مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ کی زندگی سے اچھا سبق حاصل کیجئے اور دیکھئے۔ کہ آپ آزادی کی تمنائے کر کے اپنے دل میں کتنے سختے اور یہ

کہ گئے تھے۔ کہ میں یا تو آزادی حاصل کر کے واپس آؤں گا ورنہ۔۔۔
۔۔۔۔۔ آہ افسوس۔ پیاری محبوبہ جس کا دوسرا نام آزادی
ہے جب اس کو حاصل کرنے میں آپ کو دشواریاں نظر آئیں اور
کامیابی کی جھلک ناکامیوں کے تاریک غار میں دکھائی نہ دی۔
اس وقت آپ کی روح نے جسم خاکی میں غلامی کی حیثیت سے
قید رہنا مناسب نہ خیال کیا۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان پہنچنے
سے قبل ہی پیک اجل کو لبیک کہا۔ اور ایک سچے وطن و قوم
پرست کی طرح شمع آزادی کی سحر آگیں۔۔۔۔ پر قربان ہو گئے۔
اس روز سے آج تک آپ کا نام روشن ہے اور رہتی دنیا تک
سیاسی لیڈروں میں آپ کا نام روشن رہیگا۔

آپ قوم و وطن کے سچے خیرخواہ تھے۔ غدار اور وطن فروش
لوگوں سے آپ کو نفرت اور بغض تھا۔ آہ آج وہ آفتاب سیاست
ارض مقدس میں خواب شیریں کے مزے لے رہا ہے۔ اس وقت
جب کہ قوم پرست پیدا ہوتے ہیں۔

کچھ نہ کچھ غدار اور وطن فروش بھی پیدا ہو جاتے ہیں اگر آج
ہندوستان سے غدار اور وطن فروش صاحبان کا وجود کالعدم
ہو جائے تو یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہم لوگ اپنی مادر وطن
کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر بہت جلد اسے آزاد کرا سکتے ہیں۔

بربادیوں کی لذت برباد ہو کے دیکھو ۔۔ آزادیوں کے جلوے آزاد ہو کے دیکھو

وطن فروش



بشر ہے آدمیت سے مگر بے گانہ رہتا ہے
غلامی کے نشے میں چور سا و مستانہ رہتا ہے
یہ ایسے رہتا ہے جیسے کوئی دیوانہ رہتا ہے
نہ اس میں غیرتِ قومی نہ کچھ ملکی حمیت ہے
متاعِ زندگی اس کی شرارت ہی حماقت ہے
اِس انسانوں کے جنگل میں یہ مجنونانہ رہتا ہے
وطن کی آبرو کے پاس سے دل اس کا بے گانہ
زوالِ قوم کے احساس سے دل اس کا بیگانہ
وطیرہ اس کا ننگ ہمت مردانہ رہتا ہے
نہ مذہب کو سمجھتا ہے نہ مذہب کی حقیقت کو
تعصب کی نظر سے دیکھتا ہے آدمیت کو
گرفتارِ طلسم کعبہ و بت خانہ رہتا ہے
خدا کے نام پر فتنے اٹھانا اِس کا شیوہ ہے

ہمیشہ بھائی بندوں کو لڑانا اس کا شیوہ ہے
لڑائی کا تماشہ اس کا گھر روزانہ رہتا ہے
غلامی نے سبق اس کو پڑھایا بے حیائی کا
خدا کا خوف ہے دل میں نہ کچھ ڈر ہے خدائی کا
زباں پر خود فروشی کا اک افسانہ رہتا ہے
ہمیشہ کی غلامی کو یہ اک راحت سمجھتا ہے
جھکانا سر درِ اغیار عزت سمجھتا ہے
سلوک اپنوں سے اسکا آہ سفاکانہ رہتا ہے
عناد شور و شر کی ترجمانی اس کو آتی ہے
فساد بحر و بر کی ترجمانی اِس کو آتی ہے
محبت اور رواداری سے یہ بے گانہ رہتا ہے
محبت اسکی آنکھوں میں مگر اغیار کی خاطر
مروت اس کی باتوں میں مگر زردار کی خاطر
خیال اس کا اسیر شفقت شاہانہ رہتا ہے
یہ اپنی ذات پر قربان کر دے قوم پر اپنی
یہ اپنی ذات پر قربان کر دے قوم کو اپنی
یہ بندہ ہے غرض کا اور بے باکانہ رہتا ہے
اسے اپنوں سے نفرت اور غیروں سے محبت ہے
اور اس کے زعم باطل میں یہ معیار شرافت ہے

بانداز سفیہانہ و خود غرضانہ رہتا ہے
تمنائے وطن کی ناتمامی فخر ہے اس کا
غلامی اور ہمیشہ کی غلامی فخر ہے اس کا
غلامی کے نشے میں چور اور رستا نہ رہتا ہے
غلامی جان ہے اسکی غلامی اس کا ایماں ہے
زمیں کا بوجھ ہے یہ اور ننگ نوع انساں ہے
بشر ہے آدمیت سے مگر بے گانہ رہتا ہے

پس ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے وطن عزیز کو غلامی کی لعنت سے بچائیں اور وطن فروشوں کو سمجھا کر ان کو مادر وطن کا سچا خادم بنائیں اسی میں ہماری فلاح و بہبودی ہے۔



مسٹر محمد علی جناح

اور

وزیر اعظم بمبئی



سنہ ۱۹۳۷ء میں مسٹر محمد علی جناح نے وزیر اعظم بمبئی سے ملاقات کی اور اس ملاقات کے اثر سے آپ نے گاندھی جی کو ایک مراسلہ بھیجا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ اگر وہ اپنی طاقتوں اور حکمت عملی سے کام لے کر لیگ اور کانگرس میں باعزت سمجھوتہ کرادیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

گاندھی جی کا جواب

آپ کے مراسلہ کے جواب میں گاندھی جی نے آپ کو لکھا کہ میں اتحاد کا حامی ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ ایسے موقعہ پر جب کہ ہم لوگ مکمل آزادی حاصل کرنے کی خاطر پوری پوری جدوجہد کر رہے

کہ آپس میں فرقہ وارانہ کشیدگی نہ بڑھے تو اچھا ہے۔ میں اس نفاق کے سخت خلاف ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں اس معاملے میں بالکل بے بس اور کمزور رہوں۔ میں سمجھوتہ کی راہ تلاش کر رہا ہوں لیکن ابھی تک کوئی ایسا صاف اور ہموار راستہ نہیں ملا کہ جس کے ذریعہ اس فرقہ وارانہ جماعتوں کے اختلاف اور نفاق کو مٹا کر اتحاد کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔

جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے آل انڈیا مسلم برابر زور پکڑتی جا رہی تھی اور دن بدن اس کی طاقت بڑھتی جا رہی تھی اسی زمانہ میں لکھنو میں آل انڈیا مسلم لیگ کا شاندار اجلاس ہوا۔ اسی دوران میں مسٹر گاندھی نے خط و کتابت کی اشاعت کی آپ سے شکایت کی اور اس پر ناراضگی بھی ظاہر کی مگر مسٹر محمد علی جناح نے فوراً اپنے ایک تحریری خط کے ذریعہ آپ کو مطمئن کر دیا۔ اس عرصہ میں اگرچہ گاندھی جی اور مسٹر محمد علی جناح میں برابر خط و کتابت ہوتی رہی اور مسٹر جناح یہ کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح آل انڈیا مسلم اور کانگریس میں باعزت سمجھوتہ ہو جائے۔ لیکن افسوس گاندھی جناح کی خط و کتابت نے بھی اس کا حل نہ نکالا اور تمام کوششیں بالکل بے کار ہو گئیں اگر لیگ سے باعزت سمجھوتہ کر لیا جاتا تو ضرور آج ہندوستان میں مکمل اتحاد نظر آتا اور ہندو مسلمان دونوں قوم مل کر آزادی حاصل کرنے کی کوشش

کرتیں۔ جب یہ دو بڑی طاقتیں ملکر ایک ہو جائیں تو پھر اپنی کوششوں میں ان کا کامیاب ہو جانا۔ کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اور اتحاد کی تمام کی تمام امیدیں بالکل خاک میں مل گئیں۔

کچھ عرصے کے بعد گاندھی اور جناح صاحب کی خط وکتابت ختم ہو گئی۔ اس کے ذریعے اصل موڑوں پر پہونچنا بہت دشوار نظر آتا تھا۔

اس خط وکتابت کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر محمد علی جناح میں خط وکتابت شروع ہو گئی۔ یہ کوشش بھی محض اس لئے کی گئی۔ کہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس کو دور کر کے اتحاد کی صورت پیدا کر لی جائے تو اچھا ہے۔ جو لوگ سچے قوم اور وطن پرست تھے وہ اس نفاق کو حقیقت میں اچھی نگاہ سے دیکھنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کا خط

آپ نے مسٹر محمد علی جناح کے نام ایک خط ۱۸۔ جنوری ۱۹۳۸ء کو لکھا جس میں یہ ظاہر کیا کہ میں ان بدگمانیوں کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ جو بیانات کے شائع کر دینے کے بعد پیدا ہو گئی ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان پر ایک مرتبہ پھر سے غور کیا جائے اور کوئی ایسی صورت پیدا کی جائے کہ اس اندھیرے میں شعاع امید کی نور الٰہی

مسٹر جناح کا جواب

آنریبل مسٹر محمد علی جناح نے اس کا جواب لکھا۔ پنڈت جی میں خود یہی چاہتا ہوں۔ کہ ہم دونوں میں تبادلہ خیالات ہو جائے تو اچھا ہے۔ کیونکہ ایک دوسرے پر اگر ایک دوسرے کے خیالات ظاہر ہوتے رہیں تو ایک حد تک شکایت بجا طور پر دور ہو سکتی ہے اگرچہ آپ نے بار بار کانگریس کے کاموں پر نکتہ چینی کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اختلافی باتیں ہم کو فائدہ نہیں پہونچا سکیں۔

اس کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے پنڈت جواہر لال نہرو کو دوبارہ خط لکھا اور اس میں بتلایا کہ میں بھی یہ ہی خیال کرتا ہوں کہ تبادلہ خیالات سے فائدہ پہونچ سکتا ہے میں اس کے متعلق اپنے پہلے ہی خط میں لکھ چکا ہوں میں آپ کی اس رائے کا خیر مقدم کرتا ہوں اور ہم کو جب کبھی بھی اس چیز کی ضرورت ہوگی تو ہم ایک دوسرے سے گفتگو کر کے تبادلہ خیالات کر لیا کریں گے۔ آپ میں سے جو بھی گفتگو کے لئے تیار ہوگا۔ میں اس سے باخوشی ملنے کے لئے تیار ہو جاؤنگا۔ میرا خیال ہے کہ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس تنازعہ کی اصلیت اور بنیاد کیا ہے۔

اتحاد کے متعلق

ارادہ

پنڈت جواہرلال نہرو نے اپنے ایک خط کے ذریعے یہ بات ظاہر کی کہ جس چیز کو آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے یہ ایک ضروری ہے۔ ہندو مسلم اتحاد ہو جانے سے حقیقت میں قوم و ملک کو بے حد فائیدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن افسوس جس کام کے لئے آج سے برابر دس برس تک کوشش ہوتی رہی ہے جس کے لئے بڑے بڑے لیڈر سرگرم رہے ہیں وہ معاملہ جب دس سال میں آج تک طے نہیں ہو سکا۔ تو اس کا اس قدر آسانی کے ساتھ طے ہو جانا بھی ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۲۵ء سے گزشتہ ۱۹۳۵ء تک کس کس لیڈر نے ہندو مسلم اتحاد کی کوشش نہیں کی۔ وہ کون ایسا دشمن وطن تھا جس نے اس نفاق کو اچھی نگاہ سے دیکھا۔ لیکن یہ دیکھکر کہ ان دونوں عوام میں بدگمانیاں پیدا کر دیئے۔ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو دن رات ایک دوسرے کو مورد الزام قرار دیتے رہتے ہیں از حد افسوس ہے

آپ کو چاہیے کہ آپ اس چیز کا مطالعہ کریں اور مطالعہ کرنے کے بعد خوب اچھی طرح اس پر غور کریں۔ غور کرنے کے بعد بہت ممکن ہے کہ آپ ہندو مسلم سمجھوتہ کا کوئی حل نکال سکیں۔ آپ کو اس کے متعلق کچھ سمجھ لینے میں زیادہ دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اخبارات میں بھی اس کا برابر ذکر ہوتا رہا ہے اور قومی پلیٹ فارموں پر بھی یہ بات عوام اور خاص کی زبان پر آتی رہی ہے۔

۱۴

چودہ نکات ؟ !

اس خط کے جواب میں جب زیادہ اصرار سے کام لیا گیا تو مسٹر محمد علی جناح نے چودہ نکات کی جانب آپ کو متوجہ ہونے کے

لئے کہا۔ اور یہ بھی لکھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ میرے خط کا مفہوم صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے۔ میں اپنے خط میں اس قسم کے مسلمانوں کے مطالبات کا اظہار کیا تھا۔ جس کے لئے مسلمان بہت بے تاب ہیں افسوس اس بات کا ہے جو معاملہ آپ کے سامنے رکھا گیا تھا شاید آپ نے اس کا صحیح مطلب نہیں نکالا۔ میں نے تو آپ کو وہ اقتباسات بھی بھیجے تھے جو وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف اخبارات میں شائع ہو چکے تھے۔ چونکہ مسلم لیگ باعزت سمجھوتہ کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے وہ دب کر کبھی اس کو عملی جامہ نہیں پہنائے گی۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہماری خط و کتابت اخبارات میں شائع کرا دی جائے تو میں اس کے لئے بھی بخوشی تیار ہوں۔ لیکن شرط صرف یہ ہے کہ اس خط و کتابت کو بھی اخبار میں جگہ دے دی جائے جو مجھ میں اور گاندھی جی میں ہوئی تھی۔

اتحاد نہ ہونے کا سبب

سب سے بڑا یہ ہے کہ کانگریس میں مسلمانوں کی اور بھی جماعتیں شامل ہیں اور اس جماعت میں اس قسم کے بہت سے مسلمان موجود ہیں جن کا کانگریس سے ایک عرصہ سے تعاون ہے۔ ایسے مسلمان

لیڈر بھی موجود ہیں جو کانگرسی ہیں، یا جن کو کانگرس میں شریک ہوئے ایک عرصہ ہو چکا ہے۔ مسلم لیگ اور کانگرس میں محض سمجھوتہ اس لئے نہ ہو سکا۔ کہ لیگ کا مطالبہ یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں کی سب سے بڑی واحد جماعت سمجھ لینا چاہیئے۔ اور اس کی پوزیشن کا خیال رکھتے ہوئے اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جائے۔ چونکہ اس وقت مجلس احرار۔ جمعیتہ العلماء اور ان کے علاوہ اور بھی مسلم جماعتیں ایسی ہندوستان میں موجود ہیں۔ جن کے ساتھ کانگرس کا اتحاد اور تعاون ہے اس لئے ارکان کانگرس کے دل میں اس بات کا ضرور خیال پیدا ہو گیا ہو گا۔ کہ اگر آل انڈیا مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی واحد اور سب بڑی جماعت خیال کر کے اس کے ساتھ تعاون کر لیا جائے۔ تو اس صورت میں جمعیتہ العلمائے ہند اور مجلس احرار کی مرضی کے خلاف ہو گا۔ ان کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائیگا کہ ان کی موجودگی میں۔ ان کی جماعت ہوتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ کو کس لئے مسلمانوں کی سب سے بڑی اور واحد جماعت تسلیم کر لیا گیا ہے۔ چونکہ اس مطالبے کو ماننے کے لئے ابھی کانگریس تیار نہیں تھی اس لئے کسی قسم کا سمجھوتہ نہ ہو سکا۔

کانگرس کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ وہ کوئی قومی یا فرقہ وارانہ جماعت نہیں ہے۔ بلکہ اس کا دروازہ ہر قوم کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے جب جس کا جی چاہے آئے اور اس جماعت میں شریک ہو کر داخل

ہو جائے۔ پس شاید ان کی یہی مرضی ہوگی مسلم لیگ بھی مجلس احرار اور جمیعۃ علماء کی طرح اس کے ساتھ تعاون کر کے اس کے ساتھ مل جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ اس صورت کو با عزت سمجھوتہ کرنا خیال نہیں کرتی تھی اس لئے آج تک دونوں بڑی جماعتوں میں اختلاف ہے اور ابھی ان میں اتحاد کا پیدا ہو جانا ناممکن نظر آرہا ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا شاندار مستقبل

البتہ آل انڈیا مسلم لیگ کا شاندار اقدام اور صدر مسٹر محمد علی جناح کی موجودہ سیاسی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے آج اس بات کا صاف پتہ چل رہا ہے کہ عنقریب مستقبل قریب میں آل انڈیا مسلم لیگ ایک بہت بڑی اسلامی جماعت بن جائے

گی اور تعداد مسلمان اس میں شریک ہو کر اپنی قومی اور اسلامی
تنظیم کا ملاحظہ کریں گے۔ اگر ایسا ہی ہوا۔ اور مسلم لیگ کی موجودہ
ترقیاں برابر جاری رہیں تو ایک نہ ایک دن مسلمانوں کا یہ
مطلب بھی کانگریس ضرور تسلیم کرے گی کہ حقیقت میں آل
انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی ایک سب سے بڑی جماعت ہے۔ وہ
یہ سمجھ لیں گے کہ مسلم لیگ کی آواز مسلم لیگ کی آواز نہیں بلکہ
تمام ہندوستانی مسلمان قوم کی آواز ہے جب یہ بات صحیح طور پر
قابل یقین ہو جائے۔ اس وقت کانگریس کو بھی شاید حق بات
کہتے ہوئے کسی بات کی کمزوری محسوس نہ ہوگی۔

لہذا میری ان لوگوں سے گذارش یہ ہے کہ جو یہ چاہتے ہیں۔ کہ
مسلم لیگ اور کانگریس کا سمجھوتہ ہو جائے تو ان کو چاہیئے۔ کہ اکثریت
کے مقابلہ میں وہ اپنی اسلامی تنظیم کے مظاہرے کریں۔ اور کانگریس
کو اس بات کے لئے مجبور کر دیں کہ اس کو مسلم لیگ سے سمجھوتہ کرنے
کے لئے مجبور ہو جانا پڑے گا۔

عموماً جب تک کوئی اپنی طاقت پیدا نہیں کرتا اس کو کچھ بھی نہیں
سمجھا جاتا۔ البتہ جب طاقت پیدا ہو جاتی ہے تو دوسرا بھی اس کی جانب
کھنچنے لگتا ہے۔ لیکن تنظیم سے قبل اور طاقت حاصل کرنے سے
پہلے اپنے مطالبات کو تسلیم کرانا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔
امید کی جاتی ہے کہ اگر اسی طرح مسٹر محمد علی جناح سیاسی کاموں

میں سرگرم رہنے. تو آل انڈیا مسلم لیگ حقیقت میں ایک بہت بڑی جماعت بن جائے گی۔ اس وقت کسی دوسری جماعت کو بھی یہ محسوس کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہوگی کہ یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی اور واحد جماعت ہے۔

مسٹر جناح کی ہوم رول لیگ میں شرکت

ان واقعات سے قبل کچھ دنوں سے انڈیا میں ہوم رول لیگ کی صدا بلند تھی اور ہر طرف ہوم رول لیگ کی آوازیں برابر فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔

مسٹر محمد علی جناح اس تحریک سے بالکل علیحدہ تھے لیکن کچھ عرصہ کے بعد جبکہ مسز بیسنٹ کو نظر بند کر دیا گیا تب مسٹر محمد علی جناح نے ان کی نظر بندی کو غائر نگاہ سے دیکھا۔ اور اس پر غور کیا آپ کا دل انصاف پسند اور حقیقت پرست واقع ہوا ہے بس آپ نے

اپنے دل میں ہوم رول لیگ میں شمولیت کر لینے کا فیصلہ کر لیا اور فوراً
ہی اس کی حمایت میں کھڑے ہو گئے۔

صوبہ بمبئی کی ہوم رول لیگ میں شامل ہونے کے تھوڑے
ہی عرصہ بعد آپ کا درجہ اور بھی بڑھ گیا۔

ہوم رول لیگ کی شمولیت سے ایں معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر محمد
علی جناح ہر جماعت کی ضرورت کو اپنی ضرورت کو اپنی ضرورت
سمجھتے ہیں آپ اگرچہ اس سے پہلے علیحدہ تھے لیکن جب آپ نے
اس میں ضرورت محسوس کی تو فوراً ہی اس میں شامل ہو کر بڑی
سرگرمی اور نہایت ہی محبت سے باخوشی کام کرنے لگے۔

ہردل عزیزی کے اسباب

اسی قسم کے مسٹر جناح نے بہت سے ایسے کام کئے کہ جن کے سبب
آپ بہت جلد اور لیڈروں کی نسبت زیادہ ہردل عزیز بن گئے
اور لوگ آپ پر اپنی جان قربان کرنے لگے۔

ہر دل عزیزی اور شہرت حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ عزت اور شہرت دوام بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے یورپ میں بھی آپ کا مسلم حلقوں میں کافی شہرہ ہے۔

گاندھی جی پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر سوبھاس چندر بوس سے جو آپ نے خط و کتابت کی اس سے آپ کی قابلیت صرف مسلمانوں ہی پر نہیں بلکہ فریق ثانی پر بھی ظاہر ہو جاتی ہے ان مراسلات سے آپ کی بلند خیالی دور اندیشی اور سیاسی تدبر ٹپکتا ہوا نظر آتے ہیں سیاسی پیچیدگیوں کو دور کرنا۔ اور الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے دماغ سے غیر معمولی کام لینا صرف آپ ہی کا حصہ تھا۔

آپ کی زندگی سے آج تک یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جو جو زمانہ گزرتا جا رہا ہے زمانہ کے ساتھ ہی ساتھ آپ کی سیاسی سرگرمیاں قومی خدمات اور حب الوطنی کا جذبہ بھی زیادہ ترقی کرتا جا رہا ہے آزادی کا انتظار آپ کو بے تاب بنائے ہوئے ہے مسلم لیڈروں میں اس وقت آپ نمایاں اور غیر معمولی شہرت کے مالک ہیں کون خیال کر سکتا ہے کہ آئندہ آپ کہاں تک شہرت حاصل کر لیں گے آج ہر شخص آپ کی خدمات جلیلہ کا معترف ہے کاروباری مصروفیتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے قومی پلیٹ فارم پر آ کر اس قدر بڑے

بڑے کام کئے کہ آج تاریخ میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے اور بہت ہی زیادہ مشکل معلوم ہوتی - آپ کے چودہ نکات غیر معمولی ہیں جن سے آپ کی علمی سیاست اور قومی ہمدردی کا پتہ چلتا ہے - آل انڈیا مسلم لیگ کو ہندوستان کی کانگریس جیسی سب سے بڑی جماعت کے سامنے لا کر کھڑے کر دینا صرف آپ ہی کی عملی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے ا -

کچھ عرصہ قبل کون گمان کر سکتا تھا کہ کانگریس جس کے دروازے ہر قدم کے لئے کھلے ہوئے ہیں - جس میں وہ جماعت سب کی سب حصہ لے رہی ہے - جس کی ہندوستان میں اکثریت ہے - علاوہ ازیں ہندوستان کی باقی تمام جماعتوں کے لوگ جس میں شامل ہیں ہندوستان میں کوئی ایسی جماعت بھی پیدا ہو جائے گی جو خود کو کانگریس کے مقابلہ میں پیش کر کے باعزت سمجھوتہ کرنے کے لئے اسے مجبور کرے گی - شاید اس کا گمان تک بھی نہیں ہو سکتا تھا اور نہ کبھی خیال پیدا ہوا تھا -

کانگریس کے مقابلہ میں دیگر سیاسی جماعتوں کا وجود کالعدم کے برابر تھا - کیونکہ چھوٹی جماعت کا بڑی جماعت کے سامنے ملک و قوم پر اثر بھی کیا ہو سکتا تھا - بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اگر ان کا نصب العین آزادی حاصل کرنا تھا تو وہ کانگریس کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے مجبور نظر آتی تھیں - اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی اقلیت ان پر یہ بات واضح طور پر ثابت کر دیتی تھی - کہ وہ اپنی اقلیت کے سبب

جنگ آزادی لڑنے کے قابل ہیں اور نہ اپنے ملک کو ایک بڑی حکومت سے آزادی دلا دینے کے قابل ہیں۔

بڑی حکومت کے مقابلہ میں بڑی جماعت ہی آسکتی ہے ورنہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا مقابلہ میں آنا نہ آنے کے برابر ہے۔

مکمل اتحاد

اگر آج جس قدر بھی ہندوستان میں چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں اور مجالس نظر آرہی ہیں وہ سب کی سب مل کر ایک خوشگوار تعاون کرکے ایک بڑی جماعت کی صورت میں نمودار ہو جائیں تو اس طرح مادرِ ہند کی طاقت غیر فانی ہو سکتی ہے مکمل اتحاد کے سبب ہر اس شخص کی تمنا پوری ہو سکتی ہے۔ جو آزادی ہند کے شدید الغرض اور دلدادہ ہے۔ اگر آزادی جیسی پیاری محبوبہ کو حاصل کرنے کی تمنا اور آرزو ہے تو اس کو حاصل کرنے کا سب سے آسان اور سہل طریقہ محض ایک یہی ہے۔ کہ ہندوستان میں ہی خاص نظام کے ماتحت ایک مکمل اتحاد قائم کیا جائے جس میں فرقہ وارانہ اور قومی تعصب نام کو بھی موجود نہ ہو۔ جس میں کچھ عرصہ کے لئے اقلیت اور اکثریت

کے سوال کو بھی اڑا دیا جائے۔ تو اسی صورت میں اتحاد سے ملک اور قوم کو غیر معمولی پہونچ سکتا۔ تمام دلی مقاصد۔ آرزوئیں اور تمنائیں پوری ہو سکتی ہیں۔ اور ہم ایک عرصہ سے جس مسرت انگیں آزادی کی حسین دیوی کا خواب دیکھتے چلے آرہے ہیں وہ ہی حسین دیوی ہمیشہ کے لئے ہم کو مل سکی ہے اور اپنے مستقبل قریب میں اس کو حاصل کرنے میں کامیاب بن سکتے ہیں۔ لیکن افسوس تو صرف اس بات کا ہے کہ جو محض شخصی اور اپنے ذاتی فائیدے کی غرض سے مادر ہند سے غداری کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جو اپنے بھائیوں کی مسرتوں کا خون کر رہے ہیں جو اپنی قوم کی گردن پر چھریاں چلا رہے ہیں۔ اگر وہ آج ہی سے اپنا نصب العین تبدیل کر لیں۔ تو یقیناً مکمل آزادی حاصل ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کی شان تو وہ تھی جو آن کی آن میں حکومت کا تختہ بلٹ دیا کرتے تھے۔ جو خود میں بہادری شجاعت اور اولوالعزمی رکھتے تھے۔ لیکن افسوس آج نہ معلوم ان کو کیا ہو گیا۔ جو ابھی تک خواب غفلت میں پڑے سو رہے ہیں لیکن جب وہ اٹھیں گے تو یقیناً شیر بن کر اٹھیں گے اور اپنی بیداری سے تمام دنیا میں انقلاب پیدا کر دیں گے۔



شیرانِ وطن

انقلاب اے مادرِ گیتی بپا کر انقلاب
اپنے پوشیدہ خزانوں سے اٹھائے اب حجاب
چھا رہی ہیں کفر و باطل کی گھٹائیں بام پر
بجلیاں گرنے کو ہیں اب خرمنِ اسلام پر
ہر طرف چھایا ہوا ہے بحرِ ملت میں سکوں
کس نے پھونکا ہے خدایا نوجوانوں پر فسوں
ساری دنیا کی ہیں قومیں وقت کی رفتار پر
بندۂ مسلم کو ناز اسٹیج کی گفتار پر
خوگرِ کوشش نہیں تقدیر کے شاکی ہیں یہ
مرتبہ اعلیٰ ہے لیکن بندہ خاکی ہیں یہ
مصحفِ رُخ کی ہی ان کو جستجو ہے اب مدام
درسِ قرآں سے کہاں ہے بندۂ مومن کو کام
ان کی آنکھوں میں کھبا ہے حسنِ مغرب کا سماں
زندگی مشرق کی ہے ان کے لئے بارِ گراں
خلق و ہمدردی، وفا، ایثار اب ناپید ہے

سیکھنا اپنی زباں کا ایک بھاری قید ہے
یاد ہوگا اک اشارے پر مچل جاتے تھے ہم
سر کٹانے کے لئے بس سر کے بل جاتے تھے ہم
جنگ میں جب مستعد ہو کر نکل جاتے تھے ہم
ڈوب مرتے گر جگہ سے اپنی ٹل جاتے تھے ہم
چاند تاروں کی طرح ہم میں کشش تھی باہمی
ہم نے رکھا کب امتیاز مبتدی و منتہی
ہم میں موجوں کی طرح اخلاص کا انبار تھا۔
ہم میں باہم اتفاق و اتحاد اور پیار تھا
چیر دیتے تھے جگر ہم کوہ کے اور موج کے
سرنگوں ہوتے تھے دونوں نعرۂ تکبیر سے
نام حق کی ہم نے کر دی تھی منادی جا بجا
صرف قرآں کی اشاعت تھا ہمارا مدعا
بند کر کے رکھ دیا قرآن جب سے طاق پر
توڑ دی اللہ نے بھی اپنے بندوں کی کمر

لہذا ہم کو چاہیئے۔ کہ جب ہم نے مسٹر محمد علی جناح جیسا قابل لیڈر پالیا ہے تو ضرور ان کی قیادت میں کام کریں اور اپنی قوم کو جہاں تک بھی آگے لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔

دنیا میں بار بار قابل اور بیدار مغز ہستیاں پیدا نہیں ہوتیں اب ہم کو آپ کی سرگرمیوں کے متعلق مختصر سے حالات لکھکر کتاب کو ختم کر دینے کی کوشش کریں گے۔ اگلے صفحات میں آپ مسلم لیگ" اور قوم مسلم کے ان سربرآوردہ لیڈر صاحبان کے حالات دیکھیں گے کہ جنہوں نے اپنی قوم اور اپنے ملک کی خاطر اپنی عزیز تریں زندگیوں کا خاتمہ کر دیا۔ ان میں شہید ملت مولانا محمد مظہرالدین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ آپ کی شہادت کا سبب صرف آپ کی قومی اور مسلم لیگی سرگرمی تھی۔

مسٹر محمد علی جناح کا سفر

کچھ عرصے تک مسٹر محمد علی جناح نہایت ہی سرگرمی اور محنت و کوشش سے وائسرائے ہند صاحب بہادر کی کونسل میں کام کرتے رہے آپ ہمیشہ سچ اور انصاف کے حامی رہتے تھے اور حکومت ہند کے ہمیشہ وفادار ثابت ہوتے تھے۔

۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ جب پیش ہوا۔ تب آپ نے ایک سیاسی اور مدبر کی صورت میں دنیا پر غور کیا اور اس کے ذریعہ اپنے ملک کے آئندہ حالات کو سمجھنے کی کوشش کی۔ رولٹ ایکٹ کے

پاس ہو جانے کے بعد انڈیا کا مستقبل آپ کو اچھا نہ معلوم ہوا۔ خوب اچھی طرح اس قانون پر غور کرنے کے بعد آپ نے نہایت ہی آزادی اور اطمینان کے ساتھ اس ایکٹ کو نہ پاس کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن افسوس آپ کے مشورے پر اچھی طرح غور نہیں کیا گیا اور جو کچھ بھی آپ کے رولٹ ایکٹ کے متعلق بتایا اسے وقعت بھی نہیں دی گئی۔ نہ معلوم کس لئے آپ کے مشورے کو اس طرح نظر انداز کر دیا گیا۔ آپ نے یہ دیکھکر کہ آپ کے مشورے کی قدر نہیں کی گئی۔ فوراً ہی آپ نے اس کونسل سے استعفےٰ دیدیا۔

چند دنوں کے بعد آپ مسلم لیگ کے ڈیپوٹیشن میں ہوکر لندن تشریف لے گئے۔

لیگ کے ڈیپوٹیشن کے ولائت پہونچ جانے کے بعد آپ نے اصطلاحات کے قانون کے سلسلے میں بہت سی تقریریں اور بحث کی۔ ان قوانین کو اپنی سیاسی تدبیروں سے مفید بنا دینے کے بعد آپ ماہ نومبر میں ولایت سے دوبارہ اپنی جنم بھومی انڈیا کی جانب واپس ہوگئے۔ ہندوستان میں آتے ہی آپ نے پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ سرگرمیاں دکھانی شروع کر دیں مسلمانوں نے اپنے اس سچے اور قوم پرست با اقبال لیڈر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

اب یہ وہ زمانہ تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں خوب اچھی طرح

چل رہی تھی۔ کانگریس کو اپنی بڑھی ہوئی جماعت پر بھروسہ تھا مسلم لیگ بھی خود کو ایک بڑی قوم میں شمار کرتی ہے اور اس کا یہ خیال ہے ہندوستان کے تقریباً اسی فیصدی مسلمان لیگ کے ہمدرد اور مواس ہیں اس لئے وہ جماعت اپنی آواز کو اپنے قوم کی آواز ہے۔ کانگریس اگر آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ محض اسی شرط کو سامنے لا کر تعاون کر لیتی تو آج ان دو بڑی جماعتوں میں آپس میں نفاق نظر نہ آتا۔ بلکہ لیگ اور کانگریس میں گہری قائم ہو جاتی۔ لیکن ویسا نہیں ہوا۔ اور ہم آج تک جس اتحاد کے منتظر ہیں اس کو نہیں دیکھا۔ تعاون ہو یا نہ ہو لیکن مسلم لیگ تمام مسلمانوں کو منظم کرنے کے بعد ایک پلیٹ فارم پر لے آتا ہے ان دنوں بھی وہ لوگ جن کو لیگ کے نام سے کسی قسم کی دلچسپی اور ہمدردی نہ تھی۔ آج وہ بھی مسلم لیگ کے ممبر اور اس کے ہمدرد ثابت ہوئے ہیں۔ اسطرح اگر خدا نے چاہا تو ایک دفعہ ہندوستان کی کا زمانہ پھر جائے گا اور ہندو مسلمان دونوں قومیں اس ملک میں رہ کر سر دو رہ حاصل کریں گی۔

برادران وطن سے التماس ہے کہ وہ ضرور اس میں شریک ہو کر قوم و ملک کی خدمت کر کے سچے خادم بن جائیں۔ قوم و وطن کی خدمت کرنا صرف مردوں ہی کا فرض نہیں ہے۔ خواتین کا فرض بھی ہے۔ اس میں ہماری ہندوستانی بہنوں کو بھی حصہ لینے کی ضرورت ہے۔

تاریخ میں ایسی مسلمان خواتین کے بے شمار حالات ملیں گے کہ جنہوں نے مردوں سے بھی بڑھ کر اپنی قوم اور اپنے ملک کی خدمت کی ہے ہم کو قرون اولیٰ کی خواتین کے زندہ جاوید کارناموں سے سبق حاصل کرکے ان کی تقلید کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر مرد۔ عورتیں بوڑھے اور بچے سب کے سب مل کر اپنے وطن کی خدمت کرلیں گے تو ضرور مستقبل قریب میں ہم کو اس کا اچھا پھل ملے گا اور ہم اپنی دلعزیز مسرتوں کو قریب تر لاتے جائیں گے۔

خاتونِ مسلمؒ سے خطاب

اُٹھ اے خاتونِ مشرق تا بکے یہ ذوقِ زیبائی
کہاں تک معصیت کی کرے گی زلف آرائی
تجھے آرائش و زینت نے ہے برباد کر ڈالا
تری روحِ مسرت کو بہت ناشاد کر ڈالا
دکھادے پھر مسلماں کو وہی شانِ جہاں بانی
تو روشن کر جہاں میں پھر وہی قندیلِ نورانی
تدبر اور حمیت پھر تجھے اپنی دکھانا ہے۔

اگر اسلاف کی عظمت کو کچھ آگے بڑھانا ہے

ہمیشہ چھوڑ دے اور بے حجابی یہ نہیں اچھی
سن اے عصمت کی دیوی بے نقابی یہ نہیں اچھی

تجھے اے صنف نازک دل میں روح نیک بھرنی ہے
عمل کی تیغ لیکر ہاتھ میں تنظیم کرنی ہے

ریا اور مکر کی دنیا کو پھر نابود کرنا ہے
فضائے ہند کو کوشش سے پھر بیدار کرنا ہے

تجھے پھر دوسری قوموں سے اب دوچار ہونا ہے
تجھے پھر خواب غفلت سے ذرا ہشیار ہونا ہے

تجھے کرنا ہے پیدا آج پھر انداز بیداری
دکھانی ہے حیا کی گود میں پھر شان خودداری

تجھے حق اور باطل کی حقیقت کو دکھانا ہے
تجھے بھٹکے ہوؤں کو راستے پر پھر لگانا ہے

تجھے گہوارۂ الفت کو پھر آباد کرنا ہے۔
اصول آدمیت سے جہاں کو شاد کرنا ہے

اگر تو رہ گئی یوں ہی، الجھکر عیش گاہوں میں
اثر باقی رہے گا کس طرح تیری نواؤں میں

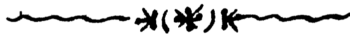


مسٹر جناح کے استقبال کی تیاریاں



جب یہ سنا گیا کہ مسٹر محمد علی جناح قائد ملت مختار الملک صدر آل انڈیا مسلم لیگ دھلی میں تشریف لانے والے ہیں تو اُن لوگوں کی خوشیوں اور مسرتوں کی کچھ انتہا نہ رہی جو مسلم لیگ سے محبت اور دلی ہمدردی رکھتے تھے۔ مشتاقان زیارت نہایت ہی بے قراری اور بے تابی سے آپ کا انتظار کرنے لگے۔ جس طرح ماہ رمضان میں ہلال عید کا انتظار کیا جاتا ہے اسی طرح ان دنوں آپ کا بھی انتظار کیا جا رہا تھا۔ اور طالبان دید اپنے دلوں میں قسم قسم کے خیالات کو جگہ دے رہے تھے۔ عوام کی آنکھیں آپ کے لئے ترس رہی تھیں آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی

دارالسلطنت دھلی کو دلہن کی طرح سجانا شروع کردیا تھا۔ اور تمام شہر کو اس قدر سجایا کہ اس سے قبل کسی سیاسی موقعہ پر اتنی بہار درزیبائش نہیں دیکھی گئی۔ تمام رات لوگ جاگتے تھے اور شہر کو خوبصورت بنانے کے لئے امید سے زیادہ کوشش کرتے رہے اور نہایت ہی سرگرمی سے اس میں خوشی خوشی حصہ لیتے رہے اس کے بعد۔ آفتاب مشرق نوید مسرت لے کر طلوع ہوا۔ اور مشتاقان زیارت شوق و ذوق سے کر اپنے اپنے گھروں سے علی الصبح ہی نکل کھڑے ہوئے۔



دارالخلافہ دہلی میں

مختار ملک قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کا ورود

آج بتاریخ ۳ جنوری بروز اتوار صبح کو تمام دہلی میں چہل پہل نظر آرہی تھی اور مسلمانوں کے ہجوم سڑکوں پر عید کے روز کیطرح نظر آرہے تھے۔ موٹر سائیکل سوار جو کہ سارجنٹ کا کام کرتے رہے تھے۔ سائیکل سواروں اور پیدلوں کے اس قسم

کے نظارے علاوہ شہری لوگوں کے قبصنہ اور گاؤں کے لوگ بھی گھوڑوں پر معہ بندوقوں کے سوار معہ قصبہ ایک دستہ آگے شمشیر برہنہ لیے ہوئے خوبصورت گھوڑوں پر سوار تھا جو بہت ہی دلچسپ منظر پیش کر رہے تھے دوسری طرف خاکساروں کا ایک دستہ اپنی خاکی وردیاں پہنے ہوئے اعلی شان ظاہر کر رہا تھا۔ گاڑی ۹ بجے دہلی اسٹیشن پہنچی ۲ لاکھ مسلمانوں نے مختار الملک قائداعظم محمد علی جناح کا استقبال کیا اور آپ کو . . . سلامی دی گئی جب جلوس مخصوص مسلم لیگ کے دروازہ قائداعظم مختار الملک سے گزرا تو اس وقت پشاوری سواروں کا دستہ شکرم کے آگے اور اس کے پیچھے موٹروں میں لاہور کے مشہور لیڈر مولانا ظفر علی خاں اور زعیم اسلام مولانا شوکت علی مرحوم وغیرہ حضرات تھے۔

سڑکوں پر ہر طرف پبلک اور تماشائیوں کی قطاریں بنی ہوئی تھیں اور کسی قسم کی بد انتظامی نہ تھی۔

جلوس جوں جوں آگے بڑھتا جاتا تھا دوکانیں اور مکانات تماشائیوں سے بھرے ہوئے نظر آتے تھے۔

مولانا محمد علی مرحوم کے بعد صرف یہ جلوس اپنی شان کا دوسرا جلوس تھا۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بچوں اور بڑے لوگوں کے پاس جھنڈے تھے۔

جھنڈوں پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں تمام سڑکوں پر پھریرے لہرا رہے تھے جن پر مسلم لیگ زندہ باد محمد علی جناح زندہ باد مولانا محمد علی مرحوم خوش آمدید اور مبارکبادیں لکھکر سنائی گئی تھیں۔ ہر دروازہ پر باجوں سے اور گولوں سے سلامی دی گئی۔ جلوس اکبری دروازے سے گذر کر شاہ محمد غوث اعظم۔ سلطان ٹیپو محمود غزنوی ہوتا ہوا بیگم محمد علی گیٹ پر پہونچا جہاں پر محمد علی مرحوم شہنشاہ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں بے تاج کے بادشاہ کا فوٹو لگے ہوئے تھے۔ جس کے نیچے یہ لکھا ہوا تھا۔ ے

ملا وراثت سے تخت سیاست
محمد علی سے محمد علی کو

جلوس ابھی جامع مسجد تک بھی نہ پہنچا تھا کہ شاہی جامع مسجد کی سیڑھیاں چوک مسلمانوں سے خالی نہ تھا۔ کہ جلوس شاہ جہاں دروازہ پر آیا یہاں پر دو قومی سپاہی مع بندوقوں کے موجود تھے۔ جنہوں نے فوجی سلامی دی اس کے بعد جلوس ہسپتال روڈ تک تھا یہاں سے ہندوؤں کے مکانات اور دوکانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے مگر کوچہ استاد حامد کے اور دریبہ کے باہمت مسلمانوں نے آرائش میں پوری محنت اور انتہائی سلیقہ صرف کیا۔ بازار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رنگین جھنڈیوں کا ایک دریا لہراتا نظر آیا تھا

تھا اور جابجا خیر مقدم کے نعرے۔ اشعار اور قرآن مجید کی آیات کپڑوں پر لکھی ہوئی آویزاں تھیں۔

اکبری دروازہ۔ شاہ محمد غوث اعظم کے علاوہ باب اسلام نظام گیٹ کی آرائش بھی قابل دید ہے ان دو دروازوں کا حسن انتظام رئیس النشر حکیم محمد ایوب قریشی فزیشن انچارج کی سرگرم کوششوں کا نتیجہ تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ اکبر اور محمد علی جناح زندہ باد کے جان فزا نعرے فضائے آسمانی میں بلند ہو کر تمام شہر کو متزلزل کر رہے ہیں، جس وقت قائداعظم محمد علی جناح کی شکرم دریبہ میں داخل ہوئی اس وقت فضلائے حکمت حکیم شیخ محمد ذکی قریشی نے اور ارے نو بہار ریکبدار ہو کر کی طرف پھولوں کے ہار پہنائے اور آپ پر پھولوں کی ۔ ۔ ۔ بارش کی گئی۔ پھولوں کی بارش قائداعظم مسٹر محمد علی کے جناح کے سلاموں کے جواب کا نتیجہ تھی:۔

جلوس یہاں سے کمپنی باغ میں جاکر ختم ہو گیا وہاں پر قائداعظم نے ایک مختصر سی تقریر کی اور زعیم اسلام مولانا شوکت علی مرحوم نے پرچم اسلامی لہرایا۔



صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس مسٹر سوبھاش چندر بوس

اور

پریزیڈنٹ آل انڈیا مسلم لیگ مسٹر محمد علی جناح

نہرو اور گاندھی جی کی خط و کتابت کے بعد جو مسٹر جناح سے ہوئی تھی میدان سیاست میں پھر ایک مرتبہ خط و کتابت کی باری آئی۔

اس مرتبہ میدان سیاست میں ایک طرف تو صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس راشٹرپتی مسٹر سوبھاش چندر بوس تھے اور دوسری جانب قائداعظم مختار اسلام صدر مسلم لیگ مسٹر محمد علی جناح تھے۔ اس وقت ہندوستان میں کانگریس اور لیگ ہی دو بڑی جماعتیں نظر آ رہی تھیں دونوں میں تعاون کی بڑی حد تک ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے اتحاد کامل کی خاطر ایک مرتبہ سوبھاش اور جناح مراسلات کا سلسلہ جاری ہو گیا اس خط و کتابت کی جانب عوام کی توجہ لگی ہوئی تھی اور وہ یہ معلوم کرنے کے لئے بے قرار تھے۔ کہ دیکھئے اس خط و کتابت کا

انجام کیا رہتا ہے اور کہاں تک یہ خط و کتابت مسلم لیگ اور کانگرس کے تعاون کی خاطر مفید ثابت ہو سکتی ہے۔
لوگ اپنے اپنے دلوں میں عجیب و غریب قسم کے اندازے لگا رہے تھے۔
اپنے پہلے خط میں مسٹر جناح نے اول تو مسلم لیگ کی موجودہ پوزیشن کو مسٹر سوبھاس چندر بوس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ان دو ہندوستان کی بڑی جماعت میں ایک باعزت تعاون کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جس طرح کانگرس ایک بڑی جماعت ہے اسیطرح مسلم لیگ بھی ہندوستانی مسلمانوں کی ایک باثر اور بہت بڑی جماعت ہے جس کی آواز تمام ہندوستانی مسلمانوں کی آواز ہے۔
اس کے ساتھ تعاون کی خاطر آپ نے چند شرائط بھی لکھیں جن میں بعد ازاں کچھ ترمیم بھی کر دی گئی۔ اور یہ خط و کتابت محض اس لئے کی گئی تھی۔ تاکہ ان دونوں بڑی جماعتوں میں کوئی خاص فیصلہ ہو جائے۔
مسٹر سوبھاش چندر بوس نے مسٹر جناح کو آپ کے جواب میں لکھا کانگرس صرف ایک قوم کی نمائندہ نہیں ہے بلکہ اس میں عوام کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے جس فرقے یا جماعت کا دل چاہے اس میں شمولیت کرے۔ کانگریس اقلیت کا بھی خیال کرتی

اس میں ایسی جماعتیں بھی موجود ہیں جو اگرچہ اقلیت میں ہیں لیکن
وہ ایک عرصہ سے کانگریس کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔ اس لئے
آل انڈیا نیشنل کانگریس ان کی خدمات اور ان کے تعاون
کی قدر کرتی ہے۔ ان جماعتوں میں جمعیۃ العلما اور مجلس احرار
اسلام خاص کر قابل الذکر ہیں۔ لہذا کانگریس کو اس معاملہ کی نسبت
فیصلہ کرنے کے لئے دوسری جماعتوں سے بھی مشورہ کرنے کی ضرورت
محسوس ہو رہی ہے اس لئے ان جماعتوں سے لیگ اور کانگریس
تعاون کی خاطر ضرور مشورہ کیا جائے گا۔ تاکہ آئندہ کسی دوسری جماعت
کی جانب سے اظہار ناراضگی کا اندیشہ نہ رہے یہ ضرور ہے کہ مسلمان
ہندوستان میں اقلیت میں ہیں اور ان کی تعداد اوروں کے مقابلے
میں کم ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو اقلیت میں دیکھ
کر نظر انداز کر دیا جائے۔ بلکہ حقیقت میں وہ ہندوستان کی آبادی
کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں۔ پس ہندوستان میں ہر حکمت عملی میں
ان کے مقاصد کا خیال رکھنا ہمارے لئے ایک بہت بڑی چیز ہے
یہ بھی ضرور ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی
جماعت کا نام ہے۔ لیکن ہم ان جماعتوں سے مشورہ کر لینا اپنے
لئے ایک فرض خیال کرتے ہیں۔ جن سے کانگریس آج سے قبل
تعاون کر چکی ہے۔ کچھ لوگ ہمارے ساتھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے
اپنی زندگی کا کچھ نہ کچھ حصہ ہمارے ساتھ جیلوں میں گزارا ہے اس

لئے ہم ان کی اقلیت کو محسوس کرتے ہوئے ان کو نا چیز اور کم اثر سمجھ کر ان کو نا راض کرنا بھی نہیں چاہیئے۔ کانگرس کا مقصد خود بھی یہ ہے کہ انڈیا میں اتحاد قائم ہو جائے لہذا اس معاملہ کا تصفیہ کرنے کی خاطر کانگریس کمیٹیاں قائم کردے گی جو مل کر شرائط کو طے کرے گی۔ اس صورت میں جو لیگ اور کانگریس میں تعاون ہوگا وہ نہایت ہی سرور آگیں اور مسرت بخش ہوگا اور اس سے ہمارا مستقبل اور بھی روشن اور منور ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ سوبھاش چندر بوس نے یہ بھی لکھا کہ بہت سی اخباری خبروں سے عوام میں غلطیاں اور بدگمانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کانگریس نے ان سے کچھ لکھوایا ہے۔ بلکہ یہ سمجھئے کہ کچھ اخبار ہی ایسے ہیں جو خود بخود کانگریس کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ بھی لکھتے ہیں۔ محض اپنی جانب سے لکھتے ہیں۔



کچھ عرصہ کے لئے ان ہی دنوں میں مسٹر جواہرلال نہرو یورپ تشریف لے گئے۔ جس کے سبب سوبھاش اور جناح خط و کتابت کا . . کوئی نتیجہ نہ نکل سکا اور ان کی جو خط و کتابت ہوتی تھی وہ کچھ عرصہ تک صیغۂ راز میں رکھی گئی۔

الغرض پنڈت جواہر لال نہرو کی واپسی کے بعد بھی مسٹر محمد علی جناح اور سوبھاش چندر بوس کی خط و کتابت کا سلسلہ کچھ عرصہ تک جاری رہا۔ لیکن ان دو بڑی جماعت میں ان سے بھی کسی قسم کا تعاون نہیں ہو سکا کیونکہ کانگریس کا یہ بھی خیال تھا کہ صوبہ سرحد جو مسلمان اکثریت میں ہیں۔ ان کا زیادہ سے زیادہ حصہ کانگریس میں شامل ہے۔

سرحدی مسلمان، سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں کے اثر کے سبب سے کانگریس میں شریک ہو گئے تھے۔ اور وہ اس جماعت میں برابر حصہ لے رہے تھے۔



جب مسلم لیگ کو کانگریس کی جانب سے تعاون کی کچھ امید نہ رہی تب اس نے دوبارہ اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا شروع کر دی آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ آل انڈیا مسلم دوسری جماعتوں کی نسبت زیادہ سے زیادہ کام کر رہی ہے اور اس کی ترقی روز افزوں ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ ہندوستانی مسلمان اس میں شریک ہوتے ہوئے کسی قسم کی پریشانی محسوس نہیں کرتے اور نہ اب وہ شریک ہونے سے قبل کسی قسم کی ضرورت ہی محسوس کرتے ہیں۔

امید ہے کہ جب تک مسٹر محمد علی جناح جیسا سرگرم سیاسی لیڈر

در ہر دلعزیز قائد اعظم اس مسلم جماعت میں موجود ہے اس وقت تک
نشاء اللہ ہماری یہ جماعت برابر ترقی کرتی جائے گی۔
مسٹر محمد علی جناح لیگ کو ایک ایسی ٹھوس اور مستحکم جماعت بناکر
دنیا میں چھوڑنا چاہتے ہیں۔ جس کا ارادہ خود دار کی طرح سخت ہو۔ جو
اپنی آواز سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں گونج پیدا کردے۔ وہ
دن دور نہیں جبکہ ہم لاتعداد مسلمانوں کو آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے
کے نیچے ایک اچھی منظم صورت میں دیکھیں گے۔

سندھ میں مسلم لیگ کانفرنس

جہاں ہندوستان کے تمام شہروں میں بیداری پیدا ہو چکی تھی وہاں
اس کے ساتھ سندھ کے علاقے میں بھی بیداری کے آثار نمایاں ہو چکے
تھے۔
مسلمانان سندھ کی کوشش و آرزو کے ماتحت سندھ میں آل انڈیا مسلم
لیگ کا زبردست اجلاس ہوا جس میں مسٹر محمد علی جناح نے بذات
خود شرکت کی۔ سندھ کے مسلمانوں نے مسرت کے زیر اثر زبردست
نعرے لگائے اور آپ نے اس ہر دلعزیز مسلم لیڈر کو دیکھکر خوشی میں پھولے
نہ سمائے۔ آپ نے اس جگہ سندھی مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا اور
بتایا کہ مجھے یہ دیکھکر از حد خوشی محسوس ہوئی۔ کہ سندھ کے مسلمانوں

میں بھی بیداری پیدا ہوگئی اور وہ بھی آل انڈیا مسلم لیگ
کو اپنی ہی جماعت سمجھنے لگے۔ اس کے بعد ملک سندھ کی قدامت
اور بزرگی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ ایک عرصہ سے
صوبہ سندھ کے علیحدہ کرنے کا مسئلہ زیر بحث ہے۔

اس تاریخ سے قبل سندھ کے مسلمانوں میں آپس میں اتفاق
نہیں تھا۔ بلکہ ان میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ اور نفاق کی گرم
بازاری تھی۔ آپ نے کہا۔ اس واقعہ سے مسلم لیگ کی قوت میں
غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ سندھی مسلم بھائیوں
نے آپس کے فتنے اور قضیوں کو چھوڑ کر اپنی جماعت کی تعداد
بڑھانے میں نہایت ہی مفید اور نیک قدم اٹھایا ہے۔ میں اس
اچھے اقدام کی بے حد قدر کرتا ہوں۔

پیامِ آزادی

مسلمانوں گراں خوابی سے اب بیدار ہو جاؤ
سویرا ہو چکا بہرِ خدا ہوشیار ہو جاؤ
رہو گے تابہ کے گم گشتہ و پابند محکومی
جہاد حریت کے واسطے تیار ہو جاؤ
نکالو قلب کی بستی سے عزت کو تعطل کو
عمل بن کر سراپا مستعد کار ہو جاؤ

سندھ کے مسلمانوں میں اگر جذبہ حریت پوری طرح سے پیدا ہو جائے، اور وہ آزادی کی خاطر دیوانے نظر آنے لگیں۔ تو ہندوستان ضرور خوشی کے دن واپس لا سکتا ہے۔ سندھ اپنی بزرگی اور قدامت کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتا ہے مسلمانوں نے اس کے لئے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ مسلمان اس صوبہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وطن اور قوم کی عزت و شہرت کو برقرار رکھنے کی خاطر خود میں بیداری پیدا کریں۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی قوم کو پھر بام عروج

پہ پہنچا دیں :-

ہندوستانی مسلم

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

گلشن کی فضا نے کروٹ لی — پھولوں کی ادا نے کروٹ لی
گلچیں کی جفا نے کروٹ لی — بلبل کی نوا نے کروٹ لی

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

عشاق کی طرز وفا بدلی — معشوق کی خوئے وفا بدلی
مطرب کی خوشی میں نوا بدلی — ہر ساز الم کی صدا بدلی

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

آباد ہر اک میخانہ ہوا — لبریز ہر اک پیمانہ ہوا
پر نور ہر اک کاشانہ ہوا — دیوانہ جو تھا فرزانہ ہوا

اے مسلم ہندی جاگ ذرا

اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

ہر قوم جہاں بیدار ہوئی ہر چشم طلب سرشار ہوئی
تجھ کو تو خوشی بھی خار ہوئی یہ جنس گراں بیکار ہوئی

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

افسوس ہے تیری غفلت پر بیٹھا ہے بسار مسرت پر
چھائی ہے اداسی صورت پر کر غور تو اپنی حالت پر

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

کب تک تو رہے گا یوں غافل دنیا کی نگاہوں میں کاہل
اسلاف سی شکل ہے حائل ڈھونڈ اپنی ترقی کی منزل

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا

کیا اگلا زمانہ یاد نہیں اسلامی ترانہ یاد نہیں!
عثمانی فسانہ یاد نہیں فاروقی فسانہ یاد نہیں

اے مسلم ہندی جاگ ذرا
اٹھ چھیڑ کوئی پھر راگ ذرا



آل انڈیا مسلم لیگ
کا
وفد فلسطین میں



کچھ عرصہ سے ارض مقدس یعنے فلسطین قابل توجہ ملک بنا ہوا ہے وہاں کے اعراب اپنی آزادی اور خودمختاری حاصل کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ بے قرار ہیں بے تاب ہیں وہ چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو فلسطین آزاد کرلیا جائے۔

آج سے ایک عرصہ قبل اہل فلسطین نہایت ہی اطمینان کی زندگی گزار رہے تھے اور وہ بالکل خاموش تھے۔ لیکن یہودیوں کی درآمد نے ان کو چونکا دیا اور انہوں نے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا چاہا۔ کیونکہ وہ ان کی آمد کو شبہ کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ آخر ان کو یقین ہو گیا کہ یہودی مسلمانوں کے قبلۂ اوّل میں خالص یہودی حکومت قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی عربوں نے ان کی آمد کے خلاف اپنی آوازیں بلند کیں اور حکومت سے آزادی کا مطالبہ کیا۔ جب ان کو آسانی سے

آزادی نہ مل سکی تب انہوں نے جنگ آزادی لڑنے کے لئے ارادہ کرلیا۔

اعراب فلسطین کا سب سے بڑی حکومت کے مقابلے میں اٹھانا نہایت ہی بہادری اور جرائت کی بات تھی۔ اس وقت جب کہ ان پر ہر قسم کے مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ نے لگے تب قاہرہ کانفرنس کا اعلان ہوا۔

ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو اعراب فلسطین سے پوری پوری محبت اور پوری پوری ہمدردی ہے۔ قاہرہ کانفرنس کے اعلان کے ساتھ ہی۔

آل انڈیا مسلم لیگ

نے اپنا ایک وفد وہاں بھیجنے کے لئے تیار کر لیا ہے۔ تاکہ ہندی وفد کے پہونچنے کے سبب قاہرہ کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ .. کامیاب بنا دیا جائے۔

وہ لیڈران مسلم لیگ جنہوں نے قاہرہ کانفرنس میں شمولیت کر کے مسلم لیگ کی جانب سے ہمدردی اور محبت کا ثبوت دیا

(۱) شہید ملت مولانا محمد مظہر الدین صاحب ایڈیٹر وحدت والامان

(۲) مولانا حسرت موہانی

(۳) مسٹر خلیق الزمان

(۴) مسٹر عبدالرحمن صدیقی۔
غرض مسلم کانفرنس نہایت ہی کامیاب رہی وہاں مسلم لیگ کے نمائندوں کا نہایت ہی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اس طرح آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی مسلم ہمدردی کا ایک زبردست ثبوت دے کر عربوں کے دلوں میں ہی اپنی محبت اور عزت پیدا کرلی۔ غرضکہ تمام دنیا میں آل انڈیا مسلم لیگ کا نام روشن ہوگیا اور سمندر پار کے علاقہ میں بھی اس بات کا علم ہوگیا۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی ایک سب سے بڑی جماعت ہے۔ جو ہر مسلمان کی مدد کرنا اپنا فرض خیال کرتی ہے۔

خصوصیت

مسٹر محمد علی جناح مذہبی تعصب اور فرقہ وارانہ عداوت سے کوسوں دور ہیں۔ آپ ایک زبردست مقرر اور بیدار مغز بیرسٹر ہیں۔ آپ کے مضامین اور تقریروں کو سن کر انسان دنیائے حیرت میں غرق ہوجاتا ہے۔ قدرت نے آپ کو غیر معمولی دماغ اور ذہانت عطا فرمائی ہے۔ مسلم لیگ کو قلیل سی مدت میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت بنا دینا محض آپ ہی کا کام تھا۔ علم و ادب کے دلدادہ ہیں۔ آپ کی طبیعت میں اخلاص اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

ہم ابھی آپ کی نسبت یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آپ ہمارے ملک کو کسقدر فیض پہونچائیں گے۔ تاہم آج تک آپ کی ذات خاص سے ملک اور قوم کو برابر فائدہ ہی پہنچتا رہا ہے اس لئے امید ہے کہ آئندہ بھی آپ اپنے ملک اور اپنی قوم کی برابر خدمت ہی کرتے رہیں گے خدا آپ کو قیامت تک ہمارے سر پہ قائم رکھے۔

جرجی زیدان کا مشہور ناول*

۱۷۔ رمضان کا ترجمہ

ماہ عرب

کامل ۲ حصے

بقلم مولانا حسرت لکھنوی!!

اسعید و خولہ

کی محبت میں ڈوبی ہوئی دلچسپ داستان

زعیمِ ملت

عزتمند وقار الملک علامۂ سیاست

مولانا

شوکت علی

آل انڈیا مسلم لیگ کے حقیقی قوتِ بازو

کوثر ظہور جوہی اندودرم

مولانا شوکت علی مرحوم

آپ مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ کے بڑے بھائی اور سچے قوم پرست لیڈر تھے مراد آباد آپ کی ننھیال ہے آپ کی طبیعت میں مسلمانوں کی ہمدردی کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کچھ عرصہ قبل آپ دوسری جماعت کے ساتھ تھے اتحاد کے زمانے میں آپ نے سیاسی کاموں میں اس قدر سرگرمی دکھائی کہ حکومت کی آنکھ میں کھٹکنے لگے۔ لیکن دوسروں کی بے پرواہیوں اور سرد مہریوں کو دیکھ کر آپ نے ان سے علیحدہ ہو جانا۔ ہی مناسب خیال کیا چنانچہ اس روز کے بعد سے جب تک بھی آپ زندہ رہے ان سے علیحدہ رہے۔ اور اس کے بعد پھر آپ کبھی بھی اس جماعت میں نہ ملے جس سے آپ کو شکایت تھی آل انڈیا مسلم لیگ میں شریک ہو جانے کے بعد آپ نے پورے جوش و خروش کے ساتھ کام کیا ہر میدان میں بہادری کے ساتھ قدم جما کر کانگریس کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جگہ جگہ جلسے کئے پرزور تقریروں سے مسلمانوں کے دلوں میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اثر پیدا کیا ہر میدان میں آپ

سیہ سپر ہی نظر آئے۔

مسٹر محمد علی جناح آپ کو سچا قوم پرست اور آپ کا قوت باز
خیال کرتے تھے۔ آپ کے سبب مسلم لیگ کو زبردست
کامیابی حاصل ہوئی۔ حقیقت میں مولانا شوکت علی صاحب کی
ذات گرامی مسلمانان ہند کی خاطر چشمۂ فیض تھی۔ آپ کی تقریروں
میں جوش اور درد پایا جاتا تھا آپ اپنی قوم کو ہر وقت بام عرو
پر دیکھنے کے لئے بے قرار نظر آتے تھے۔

اتاترک مصطفےٰ کمال کی وفات حسرت آیات پر جب آپ
نے تقریر کی تو رو رہے تھے آنسوؤں سے منہ دھو رہے تھے۔ او
تقریر فرما رہے تھے لوگوں پر رقت طاری تھی تمام مجمع پر خاموشی
مسلط تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس وقت آپ کی زبان پر
تمام مشرق کی طاقت جمع ہو گئی ہے اور آپ کی بجائے پورا مشرق
بول رہا ہے۔

آہ افسوس کون جانتا تھا کہ چند ہی دنوں کے بعد اتاترک
مصطفےٰ کمال کی طرح آپ بھی مسلمانوں کو داغ مفارقت دینے
والے ہیں۔

آپ کے نام سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے ۱۹۲۰ء کی
تحریک خلافت میں آپ نے جنگ آزادی کی خاطر جس قدر بیش
بہا حصہ لیا وہ دنیا کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسی روز سے

مسلمانان ہند نے آپ کو اپنا عزیز ترین رہنما اور میدان سیاست کا سچا سپہ سالار اعظم خیال کر لیا تھا۔ آپ کی سیاست اور آپ کی زندگی اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی مرحوم کی سیاست اور ان کی زندگی کے ساتھ وابستہ تھی۔

اس وقت جب میدان بلقان میں جنگ و جدال کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اور ترکان احرار پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے جا رہے تھے۔ ان کی بیکسی اور بے نبسی پر آپ کا دل تڑپ اٹھا آپ کے دل میں قومی درد پیدا ہوا۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ترک بھی مسلم قوم ہے۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں وہ بھی ہمارے ہی جسم کا ایک جزو ہیں۔ آپ تڑپ کے تلملا اٹھے۔ ہمدردی اور محبت کا سمندر آپ کے دل میں ٹھاٹھیں مارنے لگا چنانچہ آپ اپنے بھائی محمد علی کو اپنے ہمراہ لے کر شیر ژیاں کی طرح میدان میں نکل آئے۔ "انجمن ہلال احمر" کی تشکیل کی ڈاکٹر انصاری کا طبی وفد بھی آپ ہی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ ترکوں کی مدد کیلئے برطانیہ ترکان احرار کو چونکہ اپنا دشمن خیال کرتی تھی اس لئے یہ دونوں بھائی حکومت ہند کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے۔

سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے زمانہ میں جب تمام دنیا میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ آپ کو اور مولانا محمد علی مرحوم کو نظر بند کر دیا گیا۔

جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد ہندوستان میں محشر خیز ہنگامہ کا آغاز ہوا۔ ہندو مسلم شیر و شکر کی طرح آپس میں مل گئے اور آزادیٔ ہند کی خاطر آپ نے حکومت سے دل کھولکر مقابلہ کیا اور خلافت کے زمانہ میں آپ سب سے پیش از پیش نظر آئے۔ غرض کہ اس تحریک میں آپ نے اپنا تمام کچھہ کھودیا جائداد وغیرہ ضبط ہوگئیں اسی سلسلے میں آپ کو چھہ ۶ برس کی سزا بھی ہوگئی۔

ابھی ہندوستان کی بدقسمتی کے دن چونکہ ختم نہیں ہوئے تھے اس لئے اس اتحاد میں جس نے حکومت کو ہلا ڈالا تھا۔ تفرقہ پیدا ہو گیا شدھی سنگھٹن کی تحریک شروع ہوگئیں اور عوام کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا کرانے کی خاطر قسم قسم کی حکمت عملی سے کام لینا شروع کردیا گیا۔

اس وقت بھی آپ نے ہندو مسلم اتحاد کی پوری پوری کوشش کی اور آپ اس اتحاد کے علمبردار رہتے رہے۔

سنہ ۱۹۲۴ء میں دہلی میں جو ہندو مسلم اتحاد کی پوری پوری کوشش کی گئی اس میں مولانا شوکت علی مرحوم کا زبردست حصہ تھا لیکن مخالفین کی حکمت عملیاں کام کر چکی تھیں اور اتحاد ہندو مسلمانوں کے دلوں سے کوسوں دور ہو چکا تھا۔ بدگمانی۔ بداعتمادی شک اور شبہات عوام کے دلوں میں خوب اچھی طرح جگہ بنا چکے تھے اس لئے

اس کا اچھا نتیجہ نہیں نکلا۔

جب ۱۹۲۲ء کے اتحاد کی کوششیں بھی ناکام ثابت ہوئیں تب اسی وقت سے مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کانگرس جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اپنی آخری عمر تک ان کی شکایت کرتے رہے۔

مولانا شوکت علی اور گاندھی جی میں گہری دوستی تھی یہ دونوں لیڈر صاحب بڑی بے تکلفی اور محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے۔

مولانا شوکت علیؒ نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں مسلم لیگ میں شرکت کر لی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے پرانے دوستوں سے بھی ملتے رہے مسلم لیگ میں شریک ہوتے ہی آپ اس کے قوت بازو بن گئے اور قوم و ملک نے آپ کو "زعیم ملت" کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد جتنے عرصہ بھی آپ زندہ رہے برابر قوم اور ملک کی خدمت کرتے رہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے انتخاب کے موقعوں پر آپ نے اتنی سرگرمی اور قابلیت دکھائی۔ کہ دوسروں کو حیرت ہو گئی۔

مسٹر محمد علی جناح جب دھلی میں تشریف لائے تھے۔ تب بھی آپ ہی ان کے ہمراہ تھے حقیقت میں مسٹر جناح مولانا مرحوم رح کو اپنا قوت بازو خیال کرتے تھے۔

مولانا شوکت علی صاحب عہد شباب میں کرکٹ کے نہایت ہی بہترین کھلاڑی تھے۔

آہ افسوس فلک نے ہمارے اس سچے قوم پرست لیڈر کو بھی ہم سے چھین لیا۔۔۔ آپ نے ۲۷ر نومبر کو پیک اجل کو لبیک کہا۔

آپ کی ناگہانی موت کے واقع ہو جانے سے تمام ہندوستان میں ہمہ گیر ماتم برپا ہوگیا۔ ملک کے گوشے گوشے سے اداسی ٹپکنے لگی۔ ہر طرف حسرت ہی حسرت برسنے لگی۔ آپ کے جنازہ کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ مولانا مظہر الدین صاحب بھی اس جلوس میں شریک تھے۔ آپ کے جسم اطہر کو سرمد شہید کے مزار کے پاس دفن کیا گیا۔

انا للہ وانا علیہ راجعون

مسلم لیگ

کے رکن بن کر ملکی و ملی ہمدردی کا ثبوت دیں

سید محمود الحسن

نوجوان مسلمان سے ؟

اے جواں مرد زرہ پوش خدا کے بندے
طبل و نقارہ بجا حس و فا کے بندے
وقت آیا ہے دکھا شان شجاعت اپنی
اہل دنیا کو بتا جرأت و قوت اپنی
غزنوی شان دکھا قوت فاروقی بھی
عظمت رفتہ دکھا اپنی مسلمانی کی
دیکھ اب کفر و ضلالت کو مٹانا ہے تجھے
ملت خوار کو پھر راہ پہ لانا ہے تجھے
ہاں صفیں چیر کے ہمت تو دکھا دے اپنی
ڈھال تلوار نئے سر سے سنبھالے اپنی
دیکھ ناموس پیمبر کی قسم ہے تجھکو
جوش ایماں کا نئے سر سے تازہ پھر ہو
آہ ہر فرد تجھے آج برا کہتا ہے
اور تو شکوے یہ سب رنج و الم سہتا ہے
غیرت ملت برباد بڑھانا ہے تجھے
غیر اقوام کو اب نیچا دکھانا ہے تجھے

اب روایات سلف دہر میں تازہ کر دے
نورِ توحید سے ظلمتکدے دل کے بھر دے
جذب و ایثار کی اس طرح سے قربانی ہو
دشمنِ امت احمد کو پشیمانی ہو
فرض کا اپنا جو احساس تجھے ہو جائے
کیوں ترے عزت و اقبال میں کچھ فرق آئے

آہ بھائیو ہماری خاطر ہمارے ملک کی خاطر ہماری قوم کی خاطر ہمارے بزرگوں نے اپنی زندگیاں ختم کر لیں انہوں نے خود کو اسلام پر مٹا دیا۔ انہوں نے خود کو قوم کی محبت میں ہر کس و ناکس کو اپنا دشمن بنا لیا۔ لیکن افسوس صد افسوس اے مسلم کہ "تو" ابھی تک خواب غفلت میں ہے بیدار ہو۔ بیدار ہو اور اپنے بزرگوں کی قربانیوں پر آنسو بہا ان سے اچھا سبق حاصل کر اور شان مسلم دکھا سیدان سیاست میں شیر بن کر آ اور دنیا کو اپنی قابلیت اور شرافت و شجاعت کا قابل حیرت کرشمہ دکھا۔



مولانا شوکت علی سے

تجھکو یہاں کھینچ کے لائے وہ ہوا کون سی ہے

قوم کو جس سے شفا ہو وہ دوا کونسی ہے
یہ چمن جس سے ہرا ہو وہ صبا کون سی ہے

جس کی تاثیر سے ہو عزت دین و دنیا
ہائے اے شافع محشر وہ دعا کونسی ہے

جسکی تاثیر سے یکجان ہو امت ساری
ہاں بتادے وہ ہمیں طرز وفا کونسی ہے

جسکے ہر قطرے میں تاثیر ہو تو یک رنگی
ہاں بتادے وہ مئے ہوش ربا کونسی ہے

اپنی فریاد میں تاثیر نہیں ہے باقی!
جس سے دل قوم کا بچھلے وہ صدا کونسی ہے

سب کو دولت کا بھروسہ ہے زمانہ میں مگر
اپنی امید یہاں تیرے سوا کون سی ہے

اپنی کھیتی ہے اجڑ جانے کو لے ابر کرم
تجھکو یہاں کھینچ کے لائے وہ ہوا کونسی ہے

تیرے قرباں! کہ دکھادی ہے یہ محفل تو نے
میں نے پوچھا جو اخوت کی بنا کون سی ہے



رئیس حریت آفتاب سیاست

مولانا محمد علی جوہر

ایڈیٹر کامریڈ ہمدرد

وہ فرزند اسلام جس نے قوم و ملت کے

واسطے اپنی جان تک قربان کر دی

فدائے قوم شہید وطن

مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ و ہمدرد

وطن عزیز



آپ کا خاندان مراد آباد کا رہنے والا تھا۔ آپ کے دادا کا نام علی بخش خاں تھا۔ چونکہ آپ ملازم تھے اس لئے آپ نے رامپور میں قیام کر لیا تھا۔

علی بخش خاں۔ نواب یوسف علی خاں کے عہد میں ریاست رامپور میں ایک عمدہ عہدہ پر سرفراز تھے۔ اسی زمانہ میں ۱۸۵۷ء کا غدر رونما ہوا۔ بہت سے انگریز ایک جگہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے لیکن آپ نے ان کی مدد کی اور ان کو بچانے کی پوری پوری کوشش کی جس کے صلہ میں حکومت ہند کی جانب سے مراد آباد میں آپ کو

ایک بڑی جاگیر اس خدمت کے صلہ میں آپ کو عنایت کی گئی۔

مولانا صاحب کے والد ماجد کا نام عبدالعلی خاں تھا یہ بھی اپنے والد کی طرح رامپور میں ایک عمدہ عہدہ پر ملازم تھے۔ عبدالعلی خاں کے چھ بچے تھے جن میں صرف سب سے چھوٹے آپ ہی تھے جوانی ہی کے زمانہ میں آپ کے والد کو ایسا ہیضہ زبردست ہوا کہ جاں بر نہ ہو سکے وفات کے وقت ان کی عمر ۳۲ سال تھی۔ اگرچہ مولانا موصوف چھوٹی ہی عمر میں والد سے محروم ہو گئے تھے۔ اس لئے بہت ممکن تھا کہ آپ کی تعلیم وغیرہ کی جانب زیادہ خیال نہ کیا جاتا۔ لیکن آپ کی والدۂ ماجدہ نہایت ہی عقلمند اور زیرک تھیں۔ انہوں نے مولانا کی تعلیم کا بجد خیال رکھا۔ گذر اوقات کے لئے جائیداد (کافی) تھی۔

علی گڈھ کی یونیورسٹی ابھی قائم ہوئی تھی۔ عوام سرسید کو بڑی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ وہ انگریزی تعلیم کے حامی تھے اس لئے بہت کم لوگ ایسے تھے۔ جو انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے علیگڈھ جاتے تھے۔ لیکن آپ کی والدہ صاحبہ نے مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کو حصول تعلیم کی غرض سے علیگڈھ روانہ کر دیا۔ اور عوام کے خیالات کی انہوں نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی۔ یہ بڑے حوصلہ کا کام تھا۔

مولانا محمد علی علم کے دلدادہ اور فریفتہ و شیفتہ تھے آپ نے علیگڈھ کالج میں بہت نام پیدا کیا اور آپ تھوڑے ہی دنوں بعد کالج کے ہوشیار اور ذہین طلبا میں شمار ہونے لگے۔ آپ کا بلا تفوق تھا

اور آپ کا طالب علمی ہی کے زمانہ میں نہایت ہی عمدہ عمدہ مضامین لکھتے تھے جن کو اساتذہ پڑھکر بہت خوش ہوتے تھے۔ اور دل ہی دل میں مولانا کی قابلیت اور ذہانت کی تعریف کیا کرتے تھے۔

علیگڈھ کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ انڈین سول سروس کے امتحان میں مقابلہ میں شرکت کا ارادہ نے کر انگلستان روانہ ہو گئے۔

انگلینڈ میں آپ کامل چار برس مقیم رہے

آپ نے اکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور صرف چار ہی سال میں انگریزی زبان پر کافی عبور حاصل کرلیا اور اس کے بیش بہا لٹریچر کو اپنے سینے میں جگہ دے لی

آپ نے انگریزی میں اس قدر ترقی کی کہ خود انگریز آپ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ طالب علمی کے زمانہ میں ہی یونیورسٹی کے سوشل معاملات میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ کالج کے تمام طلبار آپ کی ذات سے غیر معمولی محبت کرتے تھے۔ غرضکہ تمام طالبعلموں کو آپ عزیز تھے اس کے بعد سے کچھ انگریز بھی آپ کے دوست بن گئے۔ جن کی دوستی آپ کی عمر کے آخری حصہ تک قائم رہی۔

آپ نے اکسفورڈ یونیورسٹی ماڈرن ہسٹری کی بی اے کی ڈگری حاصل کی سول سروس کے امتحان میں بھی آپ شریک ہوئے لیکن اس میں آپ کو کامیابی نصیب نہیں ہو سکی۔

انگلستان کی واپسی کے بعد کچھ دن تک آپ نے کچھ ۱۹۱۳ء میں کیمبل اس کے بعد آپ الہ آباد کی ہائی کورٹ کے وکالت کے امتحان میں شریک ہوتے۔ لیکن افسوس صرف چند نمبروں کی کمی سے ناکام رہ گئے۔ اگر آپ اس امتحان میں کامیاب ہو جاتے تو آپ صرف تھوڑے ہی عرصے کی کوشش میں اپنی وکالت کے پیشے کے سبب مالا مال ہو جاتے۔ لیکن قدرت کو یہ منظور ہی نہیں تھا۔ کیونکہ خدا آپ سے ملک اور قوم کا کام لینا چاہتا تھا اگر آپ اس پیشہ میں مصروف ہو جاتے تو ہمارا وطن اور ہماری قوم آپ کی خدمات جلیلہ سے محروم رہ جاتی اور ملک کو آپ جیسے اعلیٰ سیاسی مدبر کی ذات خاص سے کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچتا۔

اس کے بعد آپ ریاست رامپور کے محکمہ تعلیم کے ناظم مقرر کر دیئے گئے۔ ابھی اس عہدے پر سرفراز ہوئے آپ کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ بروڈہ میں آپ کو ملازمت مل گئی وہاں پہنچ کر آپ نے تھوڑے عرصہ تک محکمہ افیون میں کام کیا۔

آپ کے کام سے ہر آفیسر خوش ہو جاتا تھا چنانچہ آپ نے اتنی ہی سی عمر میں شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی تھی۔

اگر مولانا محمد علی زیادہ عرصہ ریاست بروڈہ میں قیام پذیر رہتے تو نہ معلوم کیا سے کیا بنا دیئے جاتے۔ کیونکہ راجہ بروڈہ صاحب آپ پر بے حد مہربان تھے۔ اور آپ سے بے حد خوش تھے۔ لیکن آپ نے

مہاراجہ صاحب کی محبت اور مہربانیوں کی مطلق بھی پروا نہ کی بلکہ
اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ اس کے بعد ملازمت ترک کرنے کے
بعد کلکتہ چلے گئے۔ آپ اخبار نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے ...،
لیکن نواب صاحب جاورہ نے باصرار تمام آپ کو وزارت کے
عہدۂ جلیلہ پر سرفراز فرمایا۔ آپ نے وزارت کا عہدہ قبول تو
ضرور کر لیا تھا لیکن آپ اخبار نکالنے کے لئے امید سے زیادہ بے
تاب تھے آپ اپنے دل میں مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ اخبار ضرور
نکالا جائے گا۔

اخبار نکالنے سے پہلے ہی مولانا محمد علی کے مضامین دیگر رسائل
اور اخبارات میں شائع ہوتے تھے۔ جن کو پبلک نہایت ہی قدر
کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور خاص کر اس سے دلچسپی حاصل کرتی تھی۔
اخبار ٹائمز آف انڈیا میں آپ کا ایک غیر فانی مضمون شائع
ہوا تھا جو بعد میں ایک علیحدہ رسالے کی صورت میں بھی شائع کر
دیا گیا۔

اس کے بعد آپ ٹائمز آف انڈیا میں مختلف مسئلوں پر برابر
مضمون لکھتے رہے اور خراج تحسین و آفرین پبلک سے حاصل کرتے
رہے ٹائمز آف انڈیا انگریزی زبان کا ایک مشہور اخبار ہے جس
میں آج سے قبل کبھی بھی ہندوستانی مضمون نگار کو جگہ نہیں
ملتی تھی۔ آپ ... پہلے ہندوستانی مضمون نگار تھے جن کو ٹائمز

آف انڈیا جیسے شہرت یافتہ انگریزی اخبار میں جگہ دی گئی۔
اس کے بعد تو آپ کی انشاء پردازی کی کافی شہرت ہو گئی اور لیڈنگ آرٹیکل میں آپ کو جگہ ملنے لگی۔ اور بہت سے اخبارات میں آپ کے مضامین نقل ہونے لگے۔
آپ کے دلمیں کامریڈ کو نکالنے کا ازحد شوق تھا چنانچہ آپ پھر کلکتہ کو روانہ ہو گئے۔
۱۴ جنوری ۱۹۱۱ء کو کامریڈ کا پہلا پرچہ آپ نے نہایت ہی شان وشوکت سے نکالا اس پرچہ میں آپ نے اپنے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اور عوام پر یہ بات ظاہر کی کہ یہ پرچہ ملک اور قوم کی خدمت کے لئے نکالا گیا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپس کے اختلافات کی بیخ کنی کر کے تعلقات کو خوشگوار اور بہترین بنا دے
کامریڈ کلکتہ میں کیا بلکہ تمام ہندوستان میں اپنی سان کا پہلا پرچہ تھا اور اخباروں کے اس کے سامنے قدم جمنے دشوار تھے۔ اور مخالفین کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس اخبار کی مخالفت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔
آپ کامریڈ کو تقریباً دو برس تک کلکتہ سے نکالتے رہے اس کے بعد آپ نے اپنا دفتر کلکتہ کے بجائے دھلی کو قرار دیا اور دھلی آ گئے دہلی کی آب وہوا آپ کو موافق نہ ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کامریڈ کی طاقت بھی کمزور ہو گئی۔ آپ کے اخبار نے عوام کے دلوں

ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ آپ کے دل میں اس
بات کی بھی لگن تھا اور آرزو بھی کہ مسلمانوں کے لئے ایک اردو کا
بھی اخبار نکالا جائے۔

وطن واپس آنے کے بعد آپ کو قسم قسم کی مصیبتوں اور پریشانیوں
کا مقابلہ کرنا پڑا۔ تاہم آپ نے ہمت نہیں ہاری اور بڑے ہی
استقلال سے کام لیا۔

اردو زبان کا اخبار آپ کی ذات نے "ہمدرد" نکالا جس
کی عبارت۔ لیتھو کے بجائے ٹائپ کے حروف سے چھاپی گئی۔
ہمارے ہندوستانی برادران کی نگاہیں ٹائپ کے حروفوں سے
نامانوس تھیں۔ اس لئے لوگوں نے ہمدرد کو پسند نہیں کیا۔
ناپسندیدگی کی وجہ صرف رسم الخط کے ماسوا اور کچھ نہ تھی اظہار
ناپسندیدگی خوب زور و شور سے ہونے لگا۔

مجبور ہو کر آپ نے ہمدرد کو لیتھو کے رسم الخط میں نکالا جو انتہا
سے زائد پسند کیا گیا۔ اور روز بروز اس کی اشاعت ترقی پذیر
ہوتی گئی۔ اگر حکومت ہند کی جانب سے وہ اخبار بند نہ کر دیا
جاتا۔ تو آج وہ مسلمانان ہند کا ایک بہت بڑا قومی آرگن ہوتا۔

سنہ ۱۹۱۳ء کو آپ نے ایک نہایت ہی قابل رسالہ تالیف کیا جو محمڈن
کانفرنس میں نہایت ہی قدر سے سنا گیا۔

سنہ ۱۹۱۰ء میں سر آغا خان نے ایک نئی تحریک شروع کی جس میں مولانا

محمد علی مرحوم نے خوب روح پھونکی اور نہایت ہی محنت اور سرگرمی سے اس میں حصہ لیا۔ آپ مسلم یونیورسٹی کی تحریک میں بھی بڑا پر دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا کرتے تھے۔

اس وقت جبکہ آپ نظر بند کردیے گئے جب بھی خط و کتابت کے ذریعے اپنے مشوروں سے برابر مستفید فرماتے رہے۔

یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن مرتب کرنے کے واسطے حکومت ہند نے ایک کمیٹی مقرر کی جس میں مولانا محمد علی کو ممبر بنایا گیا۔ آپ نے ممبر بننے ہی اپنی قوم کی خوب خدمت انجام دی اور مسلمانوں کے حقوق کی محافظت کا بار اپنے ذمہ لے لیا۔

جنگ بلقان اور مولانا محمد علیؒ

اس زمانہ میں آپ نے ترکوں سے بے حد ہمدردی ظاہر کی ان کو ہر قسم کی امداد بہم پہونچائی انجمن ہلال احمر کی تشکیل کی۔ ترکوں کو طبی امداد پہونچانے کے لئے بہت کوشش اور سرگرمی سے حصہ لیا۔ اس کام کے لئے ڈاکٹر انصاری کا وفد تیار کیا گیا۔

مسلمانوں کی یہ جماعت جو اپنے دلوں میں ترکوں کی محبت اور اسلامی ہمدردی موجود رکھتی تھی ۱۵ دسمبر ۱۹۱۲ء کو بمبئی سے روانہ ہوگئی۔

ان لوگوں نے ترکی میں کامل چھ ماہ قیام کیا اور دوران قیام میں ترکی مجروحین کی بہت خدمات انجام دیں۔ یہ وفد ٹھیک ٹھیک کی

میں ایسے وقت پہونچا جب کہ وہ اس کی ایک حد تک نہایت ہی اشد ضرورت محسوس کر رہے تھے۔

اس طرح ترکوں کے دلوں پر گہرا اثر پڑا اور وہ ہندی مسلمانوں کو اپنی جان سے عزیز خیال کرنے لگے۔

آپ نے نہایت ہی زور شور کے ساتھ ایجی ٹیشن میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ بے حد اچھا نکلا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی مسٹر وزیر حسن سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ کی ہمراہی میں نہایت ہی خاموشی کے ساتھ انگلستان چلے گئے۔ تاکہ وہاں پہونچ کر آپ اپنی غریب قوم کی حالت کا آفیسران کے سامنے تذکرہ کریں۔ اس بات کا ازحد افسوس ہے کہ انگلستان میں پہونچنے کے بعد دونوں لیڈر صاحبان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے مولانا محمد علی کے کاموں میں زبردست رکاوٹیں پیدا ہو گئیں اس اختلاف کے ہو جانے کے باوجود بھی مولانا محمد علی نے ہمت نہیں ہاری اور آپ اپنی قوم کی خاطر جو کچھ بھی کر سکتے تھے وہ کیا آپ نے سر جیمس لاٹوشش صاحب سے ملاقات کی آپ نے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ پیش کیا۔ اور کہا کہ اگر مسجد مچھلی بازار کے مسئلہ کو طے کرا دیا جائے تو اچھا ہے انگلستان کی واپسی کے بعد آپ بذات خود کانپور تشریف لے گئے۔

آپ کو علی گڈھ کالج سے قلبی انسیت تھی۔ اس لئے اس کی اصلاحات وغیرہ میں برابر حصہ لیتے رہے۔ کالج کے طلبا کو آپ سے بے حد انسیت

محبت اور ہر دل عزیزی ہو گئی ہر دلعزیزی کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

آپ کے پہلو میں ایک ایسا درد بھرا دل تھا جو غریبوں کی ہمدردی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ آپ اپنی غریب قوم کی خاطر برابر سرگرمی سے کام کرتے رہتے تھے۔ آپ کو خاص طور پر دہلی کی پبلک کا بھی بہت خیال تھا اور اس کے کاموں میں بھی اصلاحات کی جانب متوجہ رہتے تھے۔ ان ہی ایام میں ایک مرتبہ میونسپلٹی کی شکایت کے سبب قصائیوں نے ہڑتال کردی تھی اس ہڑتال کی وجہ سے دہلی والوں کو ازحد پریشانی کا مقابلہ کرنا پڑا آپ فوراً میدان میں نکل کھڑے ہوئے تھے برادران قصبات کے تمام مطالبات کا بار آپ نے اپنے ذمہ لیا۔ اور اس ہڑتال کو ختم کرا کر آپ نے اہل شہر کو اس پریشانی سے نجات دلائی۔ آپ نے جن مطالبات کا ذمہ لیا تھا۔ ان کو پورا کردینے کی خاطر سر سے ایڑی تک زور لگا دیا اور ایک حد تک ان کے مطالبات پورے کرا ہی کر آپ نے دم لیا۔

ابھی مولانا مرحوم نے اپنی قوم کی حالت کو اچھی طرح سنبھالا بھی نہیں تھا کہ جرمنی کی چیرہ دستیوں کے سبب امن عامہ میں خلل واقع ہو گیا اور آن کی آن میں تمام یورپ میں جنگ کی گھنگھور گھٹا چھا گئی۔ اور ہر طرف جنگ و جدال کے شعلے بھڑکنے لگے۔ ایسی حالت

میں جنگ کا شروع ہوجانا برا ثابت ہوا۔ اگر ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم آغاز الہی نہ ہوتا تو آپ اپنی قوم کے نہ معلوم کس قدر اور مطالبے پیش کر دیتے۔

دی چانس آف دی ٹرکس

ایک مرتبہ مولانا محمد علی نے ترکوں کی موافقت میں ٹائمز کے جواب میں ایک پرجوش مضمون شائع کیا آپ کے دوستوں کا خیال ہے کہ یہ مضمون جو کامریڈ میں ترکوں کی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا محمد علی نے ٹائمز کے دندان شکن جواب کی خاطر لکھا ہے حقیقت میں آپ کے زور قلم کا نادار نمونہ تھا۔

اس مضمون پر غور ہونے لگا۔ ایک ماہ بعد آپ کی دو ہزار کی ضمانت ضبط کر لی گئی جو قیام پریس کے وقت داخل کی گئی تھی اس کے علاوہ کامریڈ کے ان تمام پرچوں کو ضبط کر لیا۔ جس میں مولانا مرحوم کا وہ مضمون شائع ہوا تھا۔

آپ نے اپیل کی اور نہایت ہی قابلیت کے ساتھ زبانی بھی گفتگو کی لیکن آپ کی اپیل کی درخواست نامنظور کر دی اور ضمانت کی ضبطی کو بحال رکھا جنانچہ اسی سبب سے آپ نے کامریڈ کو نکالنا چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنا اردو کا اخبار "ہمدرد" برابر

نکال کر قومی اور ملکی۔ خدمات انجام دیتے رہے۔ شروع شروع میں
توہمدرد کو چلانے کی خاطر آپ کو کافی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ لیکن
وہ بہت جلد شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس نے اس قدر ترقی کرلی تھی
کہ دوسرے لوگوں کو حیرت ہی ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کے
نقصان کا زمانہ پورا ہو چکا ہے اور اب وہ وقت آنے والا ہے کہ جو
سابقہ نقصان کی تلافی کرے گا ابھی تک حکومت ہند کو ہمدرد سے
کسی قسم کی شکایت نہیں تھی۔ اور نہ ہی لوگوں کا خیال تھا کہ حکومت
اس کی مخالف ہو گئی لیکن آہ ٹھیک اسی موقعہ پر مولانا محمد علی کی
صحت خراب ہو گئی۔ اور آپ کے احباب نے آپ کو اس بات کا
مشورہ دیا کہ چند ماہ کے لئے آرام کر لیا جائے۔ تو اچھا ہے کیونکہ ان دنوں
آپ کی مصروفیت بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ مرض روز بروز ترقی
پکڑتا جا رہا تھا۔

آپ نے ہمدرد کو چلانے کی خاطر ایک کمیٹی بنائی اور اس کا انتظام
اس کمیٹی کے سپرد کر کے خود رام پور تشریف لے گئے۔ جہاں کی آب و
ہوا نے آپ پر نہایت ہی اچھا اثر کیا۔

صحت درست ہونے کے بعد آپ دوبارہ دہلی واپس آ گئے واپسی
کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کے لئے اور آپ کے بڑے بھائی کے
لئے احکام نظر بندی صادر ہو گئے

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی نے اپنی جان اور

سال تک اپنی قوم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ قومی خدمت کے لئے جو آپ نے
اخبارات جاری کئے تھے ان سے آپ نے کافی نقصان اٹھایا۔ لیکن
بالکل بھی پرواہ نہیں کی اور جس طرح آپ اپنی قوم اور اپنے ملک کی
خدمت کر رہے تھے۔ برابر خدمت کرتے رہے۔

افسوس دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جن کے پاس بیشمار
دولت ہے۔ وہ بے کار پڑی ہوئی ہے۔ وہ برادران وطن کی ضرورت
کو بے طرح محسوس کرتے ہوئے بھی ان کی مدد نہیں کرتے۔ ان زر
پرستوں کی جانب سے کسی طرح کی بھی ہمدردی ظاہر نہیں ہوتی۔

کیا خدا نے ان کو دولت اسی لئے عطا کی تھی کہ وہ خود تو اس
سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے غریب بھائیوں اور اپنے غریب ملک
کا بالکل بھی خیال نہ کریں۔ افسوس کہ وہ اپنی دولت سے نہ اپنی
قوم کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور نہ اپنے وطن کو معلوم ہوتا ہے کہ
وہ اپنے دلوں میں قومی اور ملکی آزادی کی تمنا اور ارمان نام کو بھی
نہیں رکھتے۔ وہ غلام ہیں اور غلام ہی رہنا چاہتے ہیں لیکن ایک دن
سرمایہ پرستی کا ضرور قدرت کی جانب سے خاتمہ ہو جائے گا۔ غریب
اور مزدور پیشہ اشخاص برسر اقتدار ہوں گے۔



زرپرست سے خطاب

زر کے بندے سیم و زر پر کس لئے مغرور ہے
نشۂ دولت کی مستی میں سراپا چور ہے
مبتلا فاقہ کشی میں فاقہ کش مزدور ہے
تجھ کو رحم آتا نہیں بے رحم تو مسرور ہے
مفلسوں کے حال پر کس دن پسیجا دل ترا
سنگدل ظالم تو اپنے وقت کا تیمور ہے
ایک وہ ہستی کہ رنج و غم کی دنیا اس کیساتھ
ایک تو انساں کہ رنج و غم سے کوسوں دور ہے
ہضم تو نے کر لیا تو مال و زر تجھ کو ملا
بوالہوس تیرا شکم اک خانۂ تندور ہے
یہ جو آزادی ہے تیری کوئی آزادی نہیں
زندگی تیری حصار بخل میں محصور ہے
لوٹنے کی تاک میں ہے تیرا رخت زندگی
دیکھ قزاق اجل تجھ سے نہیں کچھ دور ہے
کیا ترا انجام ہوگا کر نظر انجام پر

بادۂ نخوت سے چشم حرص کیوں مخمور ہے
اے خبر تو ہر غریب و مفلس و مزدور کی
بہتری اسی میں صاحب مقدور ہے
چاہتا ہے کس کو ان میں سے بخشے ہے اختیار
سامنے تیری نظر کے دیکھ نار و نور ہے

مولانا محمد علی کی نظربندی کے بعد کمیٹی نے کچھ عرصہ تک اخبار ہمدرد کو نہایت ہی دوراندیشی اور قابلیت سے چلایا۔ لیکن اس کے بعد حکومت نے اپنی جانب سے سنسر بٹھا دیا۔ اور یہ حکم دیدیا کہ سنسر کی منظوری حاصل کئے بغیر کسی مضمون کو شائع نہ کیا جائے چنانچہ اس مجبوری کے سبب کمیٹی کے حوصلہ پست پڑ گئے۔ اور انھوں نے ایسی حالت میں ہمدرد کو چلانا زیادہ مناسب نہ خیال کیا چنانچہ اس کو بند کر دیا گیا۔

"ہمدرد" کی اشاعت کے رک جانے کے سبب مولانا محمد علی کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ کیونکہ اب اس کی اشاعت اتنی ترقی کر چکی تھی کہ اس کے ذریعے "ہمدرد" آپ کے سابقہ نقصان کی تلافی کر رہا تھا۔

مسلمانوں کو ان دنوں بھائیوں سے خاص طور پر ہمدردی تھی۔ آپ کی رہائی کے خاطر مطالبہ کئے گئے۔ اور زور لگایا گیا۔ شروع

تو ناکامی ہوئی لیکن شاہی حکم کے نافذ ہونے ہی مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کو چھوڑ دیا گیا۔

زمانہ نظر بندی ہی میں علی برادران پر مذہبی رنگ خوب چڑھ گیا تھا۔ مولانا محمد علی ایک کامیاب شاعر تھے۔ آپ جوہر تخلص کرتے تھے۔ آج بھی آپ کا کلام کافی دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے آزاد ہوتے دونوں بھائی۔ کانگریس لیگ اور کانفرنس میں شامل ہو گئے۔ آپ کی آزادی کے موقعہ پر خوب خوشیاں منائی گئیں اور ہر جگہ آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ آپ نے آزادی کی خاطر اپنی تمام دولت قربان کر دی تھی۔ وہی جائیداد جو ایک وقت میں حکومت کی جانب سے آپ کے جد بزرگوار کو عطا ہوئی تھی۔ آج وہی جائیداد اور دولت واپس کرنا پڑی۔

اس کے بعد خلافت کا نیا دور شروع ہوا۔ اور ایک زبردست تحریک نے کھلبلی مچا دی لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد چند مفسدوں کی کوشش سے اتحاد اور تمام سیاسی نظام درہم برہم ہو گیا عوام کے دلوں میں مذہبی تعصب پیدا ہو گیا۔ جس کے سبب ہندوستان کو ان کی آزادی نصیب نہ ہو سکی۔

اس اختلاف کے بعد ہی سے آپ نے کانگریس سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور جب تک بھی آپ زندہ رہے اس کی شکایت ہی کرتے رہے۔ تاہم آپ صحیح جو قومی لیڈر وطن پرست مجاہد تھے۔

آزادی کے طالب تھے۔ قوم کو فائدہ پہونچا آپ کا شیوہ تھا اور
ہر وقت اس وقت میں مصروف رہتے تھے۔ آزادی کے لئے
جب تک بھی آپ زندہ رہے۔ برابر جدوجہد کرتے رہے
آخری ایام میں آپ انگلستان گئے آزادی حاصل کرنے کی
خاطر۔ وہ غلام کی صورت میں ہندوستان واپس نہ آنا چاہتے
تھے۔ اور نہ آئے۔ جب آپ کو آزادی حاصل ہونے کی امید نہ
رہی۔ تو ارمانوں کا خون ہوگیا۔ قلب پر صدمہ عظیم پہونچا۔ راہ
ہی میں آپ نے پیک اجل کو لبیک کہا اور آپ کے جسم اطہر کو
مسلمانوں کے قبلہ اول یعنے بیت المقدس میں دفن کیا۔ آہ
آپ کس قدر خوش نصیب اور خوش قسمت ہیں کہ ہندوستان
سے دور اس ارض مقدس کے نیچے آرام فرما رہے ہیں جو ایک
عرصہ دراز تک مسلمانوں کا قبلہ اول رہی ہے جہاں سے حضور
سرور کائنات کو معراج نصیب ہوئی تھی۔ جس جگہ انبیاء
کرام اور بزرگان دین کے بے شمار مزار مبارک ہیں۔ جہاں
رات دن تبارک تعالیٰ کی رحمتیں اور ذوالجلال کا نور نازل ہوتا
رہتا ہے۔ مرنے کے بعد بھی بیت المقدس میں دفن ہوجانے
کے سبب آپ کا مرتبہ اور بھی بلند ہوگیا۔

آپ کی وفات حسرت آیات سے مسلمانوں کے قلوب کو از حد
صدمہ پہونچا۔ اور ایک عرصہ تک عوام جن کو معلانا مرحوم

سے غیر معمولی ہمدردی تھی۔ افسوس اور مغموم نظر آئے۔ مولانا شوکت علی اسی زور سے ایک بازو کے رہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

حَبِّ آوازکُشا

نزلہ زکام اور کھانسی وغیرہ کے باعث اگر آواز بیٹھ گئی ہو یا بات کرتے وقت آواز بھرا تی ہو یا گلا بند ہو اور آواز صاف نہ نکلتی ہو تو ایسی حالت میں ان گولیوں کا استعمال نہایت مفید ہے چند خوراک سے ہی گلا صاف ہو جاتا ہے اور آواز نہایت صاف بلند اور سریلی ہو جاتی ہے اور نہ بات کرتے وقت آواز بھراتی ہے علاوہ ازیں خشک اور تر کھانسی کیلئے بھی مفید ثابت ہو چکی ہے واعظوں لیکچراروں اور گانیوالے اشخاص کے لئے تو یہ ایک خاص نعمت ہے۔

پرچہ ترکیب استعمال استعمال ہمراہ دوا دیا جائے گا
قیمت چالیس گولی چھ آنے ۶؍

نوٹ:۔ ایک روپیہ کی دوا منگانے والے کو ایک ادبی شاہکار سہاگن کا روزنامچہ مفت ارسال کی جاوے گی محصول ڈاک ہر حالت میں خریدار کے ذمہ ہوگا۔ دوا خانہ مفتاح الصحت کوچہ دکنی رائے دریا گنج دہلی

آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن اعظم

شہید ملت مولانا مظہرالدین فردوس آشیاں

ایڈیٹر الامان و وحدت

اُمتِ اسلامیہ کا علمبردار

جو جھک سکا شوکتِ اغیار کے آگے
اور قوم سرفراز رہی جس کی بدولت

مسلمانانِ عالم کا ہمدرد اور غمگسار مجاہد

عظمتِ اسلام کا ایک پیکرِ جمیل

پایا تھا جزاک اللہ وہ رعبِ عمرؓ تو نے
خم کر دیئے شاہوں کے اک آن میں سر تو نے

کمزور ہوئیں جیسے بت خانوں کی تعمیریں
اصنام پرستوں کی توڑی ہے کمر تو نے

وہ برق صفت تیری صمصام کا کیا کہنا
پگھلا دیئے میدان میں دشمن کے جگر تو نے

سیراب تھا دل تیرا کونین کی دولت سے
گنجینۂ وحدت کے پائے وہ گہر تو نے

سرشار ہوا عالم اس کیفِ دوامی سے
جام مے وحدت کو چھلکایا جدھر تو نے

ٹکرائی صدائے حق تاریک فضاؤں سے
اسلام کا دنیا میں پھیلایا اثر تو نے

تنہا صفِ اعدا میں شیروں کی طرح ڈٹ کر
کی معرکہ آرائی بے خوف و خطر تو نے

وقعت نہیں نظروں میں کچھ قصرِ سلاطیں کی
خاشاک کے محلوں میں کی عمر بسر تو نے

مشہور جہاں میں ہے فاروقؓ لقب تیرا
وا رکھے ہمیشہ ہی انصاف کے در تو نے

(نایاب بریلی دہلی)

قوم کا سر فروش لیڈر

وہ مظہر دین و دنیا کا جانباز سپاہی
وہ فخر وطن گنج گراں مایۂ ملت
وہ مرد مجاہد وہ حق آگاہ و حق اندیش
وہ جس کا قلم کاشف اسرار حقیقت
وہ حق کا طرفدار وہ خوددار وضعدار
تھی جس کی زباں ابر گہر بار صداقت
جو جھک نہ سکا شوکت اغیار کے آگے
اور قوم سر فراز رہی جس کی بدولت
کام آ گئی ایام شہادت میں وہ اس کی
جذبات میں ڈوبی ہوئی تقریر شہادت
گو وہ نہیں دنیا میں مگر اس کی صدائیں
گونجیں گی فضاؤں میں ابھی تا بہ قیامت
قربان ہوا قوم پہ وہ قوم کا سر باز
خالق نے کیا اس کا مقام اس کو عنایت
اے رحمت حق ہر ترے امن میں وہ گل آج
تھی جسکی ابھی گلشن ہستی کی ضرورت
اس کو تو حیات ابدی ہو گئی حاصل
صد حیف مگر ملت مغموم کی قسمت

تاریخ شہادت کا خیال آتے ہی تائبؔ
ہاتف نے ندا دی شرف اندوز شہادت

۱۳ ھ ۵۸

شہیدِ ملّت

مولانا محمد مظہر الدین خلد آشیاں

مولانا مرحوم شیرکوٹ کے باشندے تھے۔ شیرکوٹ ایک قصبہ ہے جو ضلع بجنور میں واقع ہے شیرکوٹ میں ایک عرصہ سے آپ کے بزرگ آباد تھے۔ جو وہاں کے باا ثر۔ باعلم اور باعزت اشخاص میں شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ مولانا محمد مظہر الدین صاحب نے بھی اپنے بزرگوں کی طرح علم کو ایک ضروری چیز خیال کرتے تھے۔ شروع میں آپ کو اسی قصبے میں اعلیٰ استادوں سے تعلیم دلوائی گئی۔ اس کے بعد حصول علم کے لئے آپ کو دارالعلوم دیوبند جانا پڑا۔ آپ شروع ہی سے ذہین واقع ہوئے تھے۔ لہٰذا تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے دیوبند کے دارالعلوم میں کافی شہرت حاصل کرلی اساتذہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے مشرقی علوم کا سرٹیفکیٹ آپ نے دارالعلوم دیوبند سے حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ ہندوستان کے مشہور ترین علما و فضلا سے علم برابر حاصل کرتے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حاصل کرنے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ آپ کے غیر معمولی شوق نے آپ کو تھوڑے عرصہ میں بام عروج پر پہنچا دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ

علم وادب کے آسمان آفتاب بن کر بڑے جاہ وجلال کے ساتھ چمکنے لگے۔ آپ کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو دینیات کا پروفیسر دارالعلوم دیوبند مقرر کردیا۔ وہاں پر آپ ایک عرصہ تک سرگرمی سے کام کرتے رہے اور اپنے علم وکمال سے فیض پہونچاتے رہے۔

آپ کی طبیعت میں قومی ہمدردی اور خدمت خلق کا شوق ایک عرصہ سے آگ کی چنگاریوں کی طرح بھڑک رہا تھا اس لئے آپ پروفیسری سے علیحدہ ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے اخباری دنیا میں قدم رکھا اور فن صحافت میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کی اس زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد کلکتہ سے الہلال اور البلاغ اخبار نکالا کرتے تھے آپ مولانا آزاد صاحب کے پاس کلکتہ چلے گئے اور ایک عرصہ تک مدیر خصوصی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد کلکتہ کے مشہور اخبار جمہوریت سرگرمی سے کام کرنے لگے۔ اخبار جمہور قاضی عبدالغفار صاحب نکالتے تھے۔

اتنے ہی عرصہ میں آپ نے فن صحافت میں کمال حاصل کرلیا تھا۔ اور دور دور آپ کی شہرت ہوگئی تھی۔

ان ہی دنوں میں بجنور سے مولوی مجید حسن صاحب نے اخبار مدینہ نکالا جو آجتک برابر جاری ہے اور بجنور ہی سے شائع ہو رہا ہے مولوی مجید حسن صاحب نے ایڈیٹری کے لئے آپ کو بجنور میں بلا لیا تاکہ آپ کے زور قلم کے سبب اخبار مدینہ شہرت حاصل کرے۔

شہید ملت بچپن ہی سے ایک آزاد خیال تھے ملازم ہونے کی حیثیت سے آپ آزادی کے ساتھ کچھ نہیں لکھ سکتے تھے۔ اس لئے اس جگہ بھی آپ کو مسرت حاصل نہ ہوسکی۔ آپ نے تکمیل آرزو کی خاطر اپنے وطن عزیز شیر کوٹ سے اخبار دستور نکالا۔

تحریک خلافت اسوقت جبکہ اخبار دستور خوب شان و شوکت سے نکل رہا تھا تحریک خلافت کا عہد تھا اور جنگ عظیم کا اثر بھی تھا۔ شہید ملت جو کچھ بھی لکھنا چاہتے تھے آزادی سے لکھ جاتے تھے۔ حکومت نے دستور کی آواز کو بلند کرنا چاہا لیکن آخری کوشش صرف یہ ہی کی گئی کہ اخبار دستور کی ضمانت ضبط کرلی گئی اس طرح آپ کے اس پہلے اخبار دستور کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ چونکہ آپ فن صحافت کے دل دادہ اور فریفتہ تھے۔ اس لئے آپ کسی اخبار کو نکالنے کی بے طرح ضرورت محسوس کر رہے تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نگینہ پہنچے اور وہاں آپ رئیس نگینہ منشی ضمیر احمد صاحب سے ملے اور آپ کو اخبار نکالنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ضروریات کو پورا کرنے کے بعد نگینہ ہی سے غازی اماں اللہ خاں کے نام پر ایک ہفتہ وار جریدہ الاماں نکالنا شروع کردیا۔

الاماں کے جاری ہوتے ہی لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اخباری دنیا میں ایک نئی چیز کا اضافہ ہوگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کی کوشش کے بعد وہ کثیر الاشاعت پرچہ بن گیا۔ اور اس کو ہفتہ میں دوبار

شائع کرنا شروع کر دیا۔ مولانا مرحوم کا ارادہ تھا کہ الاماں کو جلد سے جلد روزنامہ بنا لیا جائے تاکہ وہ ہفتے میں دو مرتبہ چھپنے کے بجائے روزنہ ہی نکلنے لگے۔ نگینہ ایک چھوٹا مقام تھا، اس لئے ایک ایسے اخبار کے لئے اس جگہ ضروریات کا آسانی سے پورا ہونا مشکل تھا۔ حکیم اجمل خاں صاحب کے مشورے اور ارادہ سے الاماں کا دفتر نگینہ سے دھلی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نگینہ میں آپ نے خلافت کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ اس وقت جب کہ کانگریس اور خلافت مل کر حکومت کے خلاف کام کر رہی تھیں۔

آپ نے بہترین مضامین الاماں میں لکھے اور اپنے زور قلم کا ثبوت دیا۔ آپ کی سرگرمی کا پتہ صرف اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ مقامی خرچے کو ہٹاتے ہوئے بھی آپ نے ۳۵۰۰ روپیہ بطور فنڈ دفتر خلافت کو بھیجا۔

اس کے بعد شدھی سنگھٹن کی تحریک شروع ہوئی جس کی وجہ سے ہندو مسلم اتحاد قائم نہ رہ سکا۔ اس تحریک کے شروع ہوتے ہی آپ نے اسلامی کاموں میں اتنی سرگرمی سے حصہ لیا کہ دیکھنے والے بھی حیراں رہ گئے۔

اسلامی تبلیغ کو آپ نے اپنی زندگی کا خاص شغل بنا لیا آج ہم کو مولانا مرحوم کی جگہ پر کرنے والی ایک بھی ہستی نظر نہیں آتی کاش مسلمانوں کا یہ سچا ہمدرد اور خیرخواہ ابھی کچھ عرصہ اور باقی

رہتا۔ تبلیغ کے سلسلے میں مولانا مرحوم نے بڑے بڑے لوگوں کے دانت کھٹے کر دئے تھے مخالفین آپ کو پکا مسلمان خیال کرتے تھے مسلمانوں کی معمولی سی تکلیف کو آپ بہت بڑی تکلیف خیال کرتے تھے۔ اور ہر میدان میں اپنی قوم کی فلاح و بہبودی کی خاطر سینہ سپر ہو کر نکل آتے تھے۔ ایسا مرد مجاہد اس زمانہ میں کم ہی نظر آتے گا۔ مسلمان بھی مولانا مرحوم کو اپنا محسن اور ہمدرد خیال کرتے تھے آپ نے اپنی خدمات جلیلہ اور اخوت اسلامی کے سبب اتنی جلدی ہر دلعزیزی حاصل کر لی تھی۔ کہ دوسرے کو نصیب ہونا بھی مشکل ہی ہے۔ الامان برابر ترقی پذیر تھا۔ اور وہ نہایت ہی آزادی کے ساتھ آپ کے خیالات عوام تک پہونچا دیتے تھے۔ کچھ عرصہ سے آپ یہ خیال کر رہے تھے۔ کہ ایک دوسرے اخبار کا بھی اجرا کیا جائے کیونکہ محض الامان قوم مسلم کی ضروریات کو پورہ کرنے کے لئے کافی نہیں تھا۔

سنہ ۱۹۲۶ء سے آپ نے روزنامہ وحدت اخبار اپنی خاص قلم سے صوبہ دھلی سے جاری کیا۔ جو بحمد اللہ اسی دن سے آجتک بدستور جاری ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ کے بعد بھی وحدت والامان برابر چلتے رہیں گے۔ اور مسلمان ان کو اپنے محسن اعظم شہید ملت کی نشانی سمجھ کر ہر وقت الامان اور وحدت کو اپنے سینے سے لگا لینے کے لئے بے حد بے قرار رہیں گے۔ جن پودوں کو مولانا مرحوم نے

اپنے ہاتھوں سے لگا لیا ہے۔ ان کا خشک ہو جانا غیر ممکن بات ہے
اخبار وحدت پر آپ نے پانی کی طرح روپیہ بہادیا جو کچھ بھی آپ
نے صرف کیا وہ صرف آپ ہی کا تھا۔ پبلک سے آجتک ایک پائی
بھی چندے کے لئے۔ طلب نہیں کی خدا کا فضل ہے کہ آج تمام
ہندوستان میں وحدت والا مان کو جو شہرت حاصل ہے وہ کسی
دوسرے پرچہ کو نصیب نہیں ہے۔

۱۹۳۶ء کو آپ اپنے وطن میں یو پی اسمبلی کی ممبری کے لئے نامزد کئے
گئے۔ لیکن مقامی لوگوں کے سمجھانے کی وجہ سے آپ بیٹھ گئے اور
اور جس طرح اُن حضرات نے کہا مان لیا۔ اسی قسم کی مثالوں سے
آپ کی ہمدردی اور اخوت کا ثبوت ملتا ہے۔

شہید ملت فلسطین میں

اعراب فلسطین کی بےچینی اور مصیبت کو دیکھتے ہوئے آپ کا دل
خون کے آنسو رونے لگا۔ اعراب فلسطین مسلمان ہیں اور آپ کا دل
مسلم ہمدردی سے لبریز تھا۔ اس لئے آپ نے قاہرہ کانفرنس کے
موقعہ پر خود کو شریک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسلام کے نام پر اپنی
جان اور مال لٹا دینا بالکل معمولی خدمت خیال کرتے تھے آپ
نے قاہرہ کانفرنس جانے کے لئے کسی قسم کی معاونت امداد
یا چندے کے لئے اپیل نہیں کی بلکہ اپنے قوت بازو کی کمائی ہوئی

دولت سے اپنی ہمدردی کا ثبوت انھوں نے اپنے لئے ایک فرض خیال کیا
فلسطین کے متعلق جو کچھ بھی آپ نے آجتک وحدت اور الامان میں
شائع کیا۔ وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے۔ آج تک مولانا مرحوم
نے جو کچھ بھی اپنے قلم سے لکھا وہ انصاف پر مبنی تھا۔ آپ قاہرہ کانفرنس
میں آل انڈیا مسلم کے نمائندہ کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ وہاں
پہونچنے کے بعد آپ نے اپنے ہندوستانی مسلمانوں کی جانب سے
اظہار ہمدردی اور محبت ظاہر کی اس کے بعد آپ نے ممالک اسلامیہ
جن میں شام۔ عراق۔ مصر۔ ایران وغیرہ شامل ہیں سیاحت
کی بزرگان اسلام کے مزاروں پر تشریف لے گئے۔ ان کی زیارت
سے فیض حاصل کیا۔

ممالک اسلامیہ میں آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اخباروں
کے ذریعہ ان کی تشریف آوری اپنی مسرتوں کا اظہار کیا۔ اس طرح
شہید ملت نے ان مسلمانوں کے دلوں پر بھی اپنی محبت کا سکہ بٹھا
دیا جو ہندوستان کے دور دراز کے علاقوں میں آباد ہیں۔

جس وقت مولانا محمد مظہر الدین ممالک اسلامیہ کی زیارت سے
فارغ ہو کر ہندوستان میں واپس تشریف لائے اس وقت
بہت خوشی منائی گئی۔ اور مسلمانان دھلی نے ریلوے پلیٹ فارم
پر آپ کا نہایت ہی پرجوش خیر مقدم کیا۔ عقیدت مند حضرات پھولوں
کے ہار لے کر آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی دھلی کے ریلوے

پلیٹ فارم پر پہنچ چکے تھے۔ گاڑی کے آتے ہی لوگوں نے آپ کو دیکھ کر نعرے لگائے جن سے معلوم ہوتا ہے دھلی کے مسلمانوں کا بچہ بچہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اور آپ کی مسلمانان دھلی سے خصوصاً محبت اور ہمدردی تھی۔

الامان وحدت کا فلسطین نمبر

واپسی پر آپ نے اپنے اخبار کا نہایت ہی شاندار فلسطین نمبر نکالا۔ جس میں جگہ جگہ مشہور اور تاریخی عمارات اور قابل الذکر حضرات کے فوٹو سے اس نمبر کو آراستہ و پیراستہ کیا فلسطین نمبر پر آپ نے نہایت ہی فراخ دلی سے روپیہ خرچ کیا۔ اور۔ نہایت ہی کم داموں پر اسے مسلمانوں کے ہاتھوں تک پہنچا دیا فلسطین نمبر فلسطین کی آغاز عالم سے لگا کر آج تک کی مختصر سی تاریخ تھی۔ قوم یہود کا عروج و زوال اعراب فلسطین کا طرز معاشرت ان کی سیاسی جدوجہد اپنے نیک اور بلند خیالات کا تبصرہ نہایت ہی آزادی کے ساتھ کیا تھا۔ فلسطین نمبر نے ایک ادبی کمی کو پورا کر دیا۔ مسلمانوں نے اس نمبر کو اس قدر پسند فرمایا کہ اس کا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا۔



واپسی پر ہندوستان کی حالت

جس وقت آپ فلسطین سے ہندوستان میں واپس آئے اس وقت کانگریس جمعیۃ العلما اور مسلم لیگ و اتحاد ملت میں خوب کش مکش ہو رہی تھی ۔ جمعیۃ العلمائے ہند کے جلسے ہو رہے تھے ۔ اور وہ عوام کو کانگریس میں بلا شرط کے شریک ہو جانے کی دعوت دے رہے تھے ۔ آپ کی غیر موجودگی میں ظفر الملت مولانا ظفر علی خاں میدان میں ڈٹے ہوئے تھے ۔

مولانا نے آتے ہی ان تمام حالات پر غور کیا ۔ اس کے بعد جوش سرگرمی سے اپنی قوم کی خدمت انجام دینی شروع کی تو لیگ روز بروز ترقی کرتی چلی گئی مخالفین کے حوصلے خود بخود پست پڑنے لگے ۔ آپ نے تمام ریزولیشنوں کی جو پاس ہوئے تھے ۔ اپنی تقریروں اور سرگرمیوں سے دھجیاں بنا کر اڑا دیا ۔ اسی روز سے عداوت اور بھی بڑھ گئی ۔ شہید ملت اپنے دشمنوں کی نگاہوں میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگے ۔

کوئی کیا جانتا تھا کہ ایک روز مولانا اپنی ان ہی سیاسی سرگرمیوں کے سبب اسی طرح دن کے وقت دفتر میں شہید کر دئے جائیں گے جس طرح خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی ذوالنورین کو ان کے مکان میں گھس کر مسلمانوں ہی نے شہید کیا تھا ۔

اتاترک کی وفات پر ریڈیو میں تقریر

۱۰۔ نومبر ۳۸ء میں الحاج مولانا مرحوم نے ریڈیو میں تقریر کی ۔آج کی تقریر میں درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ کی آواز میں سوز و گداز تھا۔ سننے والے مولانا کی تقریر سن کر رہے تھے۔ فرطِ غم سے اپنا سر دھن رہے تھے۔ آپ کی تقریر میں جادو کا اثر تھا۔ جس نے لوگوں کے قلوب کو مسخر کر لیا تھا۔

مولانا شوکت علی کی وفات پر

اتاترک کمال کی وفات کے تھوڑے ہی عرصے بعد مولانا شوکت علی بھی ہم کو اسی بیکسی کے عالم میں چھوڑ کر خلد بریں کی جانب سدھار گئے مولانا شوکت علی کی وفات پر آپ کو حد سے زائد غم اور صدمہ ہوا دوسرے روز آپ جنازے کے ساتھ ساتھ تھے۔ میں نے بھی جامع مسجد کے قریب میں جہاں مولانا شوکت علی کا مزار ہے آپ کو دیکھا میں دیکھتا رہا۔ آپ کے چہرۂ انور پر نور ہی نور نظر آ رہا تھا۔

میں دیر تک آپ ہی کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا یہ محسوس کر کے کہ آپ ہم جیسے بیکس مسلمانانِ ہند کے محسن اور مددگار ہیں غیر معمولی مسرت محسوس ہونے لگی تھی۔

افسوس یہ ہم لوگوں کی بدقسمتی اور بدنصیبی ہے کہ ہمارے لیڈر ایسی مخدوش حالت میں ہم کو بے یار و مددگار چھوڑ کر رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔

شہادت سے ایک ماہ قبل شہید ملت کی پیشنگوئی

۳ فروری ۱۹۳۶ء کو جمعہ کے دن جامع مسجد دہلی میں اتحاد ملت کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت کے کام کو ظفر السلمت مولانا ظفر علی خاں نے انجام دیا۔ یہ جلسہ حیدر آباد میں کانگریسی مہاسبھا ئیوں کی شورش اور جے پور کے مسلمانوں کی بابت تھا۔ اس جلسے میں مولانا مرحوم کے مخالفین اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مخالف لوگ بھی شریک تھے۔

اس جلسہ میں مولانا مرحوم پر قاتلانہ حملہ کی کوشش کی گئی اور جامع مسجد میں اچھی خاصی ہنگامہ آرائی ہو گئی۔

اس جھگڑے کا مولانا مرحوم کے دل پر ازحد اثر اور رنج ہوا اس ہنگامے کا ذکر آپ نے اپنے روزنامہ وحدت میں سپرد قلم فرمایا کس کو معلوم تھا کہ آپ کی پیشین گوئی ایک ماہ بعد لفظ بلفظ بالکل صحیح اور درست ثابت ہو گی۔ افسوس جو کچھ بھی آپ نے وحدت اخبار میں تحریر کیا تھا۔ وہ لفظ بلفظ صحیح ثابت ہوا اور آپ نے اپنی

عزیز ترین زندگی کو جامع مسجد دہلی کی حرمت پر ایک سچے مسلمان کی طرح قربان کر دیا وحدت کا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے

هو الشهيد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

میں جامع مسجد اور مسلمانان دہلی کی حرمت پر قربان ہو جاؤں گا۔

"۳ فروری گذشتہ جمعہ کو جامع دہلی میں جو حالات پیش آئے ان کے متعلق مقامی نامہ نگار کا بیان صفحہ آخر پر درج ہے میں اس وقت اس بیان میں کوئی اضافہ نہیں کر رہا۔ اس روز کے حالات اور اس سے پہلے کے حالات کا جو اثر میرے دل پر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مجھے جامع مسجد دہلی کی حرمت اور مسلمانان دہلی کی عزت پر قربان ہو جانا چاہیئے۔ اغیار اور حکومت کی نظروں میں ہم مسلمان جس قدر ذلیل و حقیر ہو چکے ہیں اس کی انتہا ہو گئی۔ اور دوسری جانب ہماری بد اعمالیوں اور بہتر سے بہتر کام کو بگاڑنے و خراب کرنے کی بھی انتہا ہو گئی۔ جب حکومت یا ہمسایہ اقوام کو جامع مسجد کے حالات کی رپورٹیں پہونچتی ہونگی۔ تو وہ کیا رائے قائم کرتے ہوں

سگے اس کا اندازہ ہر ذی فہم کر سکتا ہے اس میں شاہی مسجد اور مسلمانان دہلی کی بے انتہا ذلت ہے اور اس ذلت میں اس قدر خطرناک تباہیاں و بربادیاں چھپی ہوئی ہیں جن کا خیال کر کے میں کانپ اٹھتا ہوں اللہ اللہ کبھی اس شہر میں مسلمانوں کا وہ جاہ و جلال تھا۔ جس کی شہادت لال قلعہ جامع مسجد کی ایک ایک اینٹ دے رہی ہے اور آج یہ حال ہے جس کا نمونہ ہم جامع مسجد میں پیش کرتے ہیں۔ جو لوگ خدا کے گھر اور اس تاریخی مسجد کی حرمت قائم نہیں رکھ سکتے۔ خدا ان کی عزت کس طرح قائم رکھ سکتا ہے لہٰذا میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ جس قدر ذلتیں ہوں گی برداشت کروں گا۔ حتیٰ کہ اگر ضرورت ہوئی تو اپنی جان بھی جامع مسجد اور مسلمانان دہلی کی حرمت پر قربان کر دوں گا۔ مگر انشاء اللہ افسوسناک حالات سے جامع مسجد کو صاف کر کے دم لوں گا۔ خدا کے فضل سے اس کے حبیب پاک صلعم کے صدقہ اور بزرگوں کی دعا سے ایک اسکیم ذہن میں آگئی ہے جو چند بزرگوں کے سامنے ہے۔ میں عمل سے پہلے اسے شائع کر دوں گا۔ اس وقت دنیا خود فیصلہ کرے گی کہ وہ کس درجہ موثر ہے یاد رہے کہ یہ اسکیم کسی کے خلاف سازش کرنے یا کسی کو مارنے یا کسی پر مقدمہ چلانے سے متعلق نہیں ہاں خود مر جانے اور قربان ہو جانے کی اسکیم ضروری ہے ظاہر ہے کہ جو مرنے کے لئے تیار ہو جائے وہ پھر ہر قسم کی ذلتیں اور ہر قسم کا مخالفانہ پروپیگنڈہ اور معاصرانہ رقابت کے نشتر سب خوشی سے برداشت

کر سکتا ہے ۔،

کچھ تاواں لوگ ۳ فروری کے جمعہ کو جن افسوسناک ارادوں کے ساتھ آئے تھے۔ وہ سب پر عیاں ہو چکے ہیں۔ لیکن ظفر الملت مولانا ظفر علی خاں صاحب کے نعرۂ حق اور مجلس اتحاد ملت کے کارکنوں کی استقامت و پرامن مہذب روش سے وہ تمام ارادے خاک میں مل گئے۔ ورنہ جو کچھ افواہیں مشہور ہیں۔ ان کی بنا پر معلوم نہیں کہ کتنی لاشیں جامع مسجد سے نکلتیں بمسلمانان دہلی پر شیر پنجاب نے ایسا احسان کیا ہے جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اور امید ہے کہ آئندہ بھی اس پرامن طریق پر ان کی مساعی جمیلہ کامیاب ہوں گی۔ ۔ واللہ الموفق وہو الصواب

احقر العباد۔ محمد مظہر الدین غفرلہ

واقعۂ شہادت

۱۴- فروری ۱۹۳۰ء کی منحوس تاریخ کی بابت کون اندازہ لگا
سکتا تھا۔ کہ اس تاریخ میں آفتاب علم و کمال قوم مسلم کا ہمدرد مجاہد
تبلیغ کا سچا ہیرو۔ امت مرحومہ کا جانباز سپاہی یک اجل سر
امید و قیاس کے خلاف لبیک کہدے گا ٹھیک دوپہر کے وقت
آپ اپنے دفتر میں موجود تھے۔ اور اپنے ایک دوست سے باتیں
کر رہے تھے۔ وحدت والا ان کا تمام اسٹاف اپنے اپنے کام پر
مصروف تھا۔ شہید ملت کے قریب اور بھی کرسیاں موجود تھیں
اسی عرصہ میں دو نوجوان دفتر میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے
ایک السلام علیک کہتا ہے مولانا مرحوم نہایت ہی محبت کے ساتھ
سلام کا جواب دیتے ہیں

وہ دونوں کچھ دیر تک کھڑے رہے اس کے بعد مولانا کے کہنے پر ان
میں سے ایک آپ کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گیا دوسرے سے
بھی بیٹھنے کے لئے کہا۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ صرف ایک ہی منٹ

کا تو کام ہے مولانا مرحوم برابر محو گفتگو تھے۔ آپ کو اس بات کا ذرا بھی علم نہ تھا کہ یہ مفسدین قتل کے ارادے سے آئے ہیں مولانا نے دوسرے شخص کو دوبارہ بیٹھنے کے لئے کہا۔ لیکن اس نے بھی جواب دیا کہ صرف ایک ہی منٹ کا تو کام ہے ابھی چند لمحہ گذرے ہوں گے کہ اس نے ایک لمبا پھل والا چاقو نکالا اور اس سے مولانا پر حملہ کیا۔ اور پھر دوبارہ حملہ کیا۔ وار گردن پر کیا گیا۔ خون کا فوارہ شہید ملت کے جسد اطہر سے پھوٹ نکلا۔ حملے کے بعد نعرہ لگایا گیا۔

تم علماؤں کو گالیاں دیتے تھے

اتنا کہنے کے بعد وہ دروازہ کی جانب بھاگے مولانا مرحوم نے زخمداری کی حالت میں بھی ان کو پکڑنے کے لئے دو چار قدم تک ان کا تعاقب کیا۔ لیکن آپ صحن میں لڑکھڑا کر گر پڑے تمام اسٹاف حیرت زدہ ہو کر قاتلوں کو پکڑنے کے لئے بھاگا۔ لیکن وہ دونوں دفتر سے نکلتے ہی کسی ایسی جگہ پوشیدہ ہو گئے۔ کہ تلاش کرنے پر بھی نہ مل سکے اسی وقت پولیس کو ٹیلیفون کیا گیا اور آپ میں کچھ جان باقی تھی اس لئے اٹھا کر ہسپتال لے گئے لیکن وہاں پہونچنے پر آپ نے اپنی جان مالک دوجہاں کے سپرد کر دی

انا للہ وانا علیہ راجعون ط

لاش کو واپس لایا گیا۔ شہید ملت کے اس دردناک قتل کی خبر بجلی کی طرح تمام شہر میں پھیل گئی۔ جس نے بھی سنا وہ انگشت بدنداں ہو گیا۔ دن ڈھاڑے اس طرح مرد مجاہد کا اسی کے دفتر میں گھس کر خون کر دینا حیرت انگیز بات تھی۔

پولیس دفتر میں پہونچ چکی تھی۔ قاتلوں کے لاپتہ ہو جانے کے سبب عوام میں بے چینی رنج اور غصے کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ دھلی کا بچہ بچہ شہید ملت کی شہادت پر خون کے آنسو بہا رہا تھا کس قدر قابل افسوس اور قابل نفرت یہ حرکت تھی۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ مولانا کے قتل میں کون سا ہاتھ شامل تھا اور آپ کو کس بغض وکینہ کے سبب شہید کرایا گیا۔ لوگوں کے دلوں میں قسم قسم کے حالات پیدا ہو رہے تھے۔ اپنے اپنے خیالات کے مطابق ہر شخص جدا جدا اندازے لگا رہا تھا۔

تمام دفتر آدمیوں سے بھرا ہوا تھا پولیس سرگرم تفتیش میں تھی اور مفرور مجرموں کا پتہ لگانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ شام کو اخباروں میں آپ کے اس سفاکانہ قتل پر نہایت ہی المناک اور دردانگیز مقالات شائع ہوئے دھلی کے مشہور ہندو اخبار سوراجیہ نے تو خوب ہی لکھا۔ مسلمانوں کو بتایا گیا کہ اول تو ان میں لیڈر ہیں ہی بہت کم اس کے باوجود بھی اگر ان کو اسی طرح تیغ ستم کا شکار بنایا گیا تو قوم مسلم اپنے لیڈروں سے بالکل

ہی محروم ہو جائے گی۔ جس قوم میں لیڈر اور راہنما نہ ہوں گے وہ ملک
اپنی عزت اور اپنے وقار کو برقرار رکھ سکے۔
آہ افسوس نہ معلوم کس اختلاف کے سبب اور اس روز کے
ماتحت شہید ملت کی یہ نہ بھولنے والی شہادت واقع ہوئی۔
ہندوستان کا کوئی بھی شاید ایسا اخبار نہ ہوگا۔ جس نے آپ کی شہادت
سے متاثر ہو کر اپنے غم و ملال کا اظہار نہ کیا ہوا اخباروں کے کالم
کے کالم آپ کے قتل کی خبروں سے بھرے ہوئے نظر آرہے تھے

دہلی پولیس کا شاندار کارنامہ

دوسرے دن شہید ملت کے جنازے کو قبرستان تک لے جانے کے
لئے بے شمار آدمی اِدھر اُدھر پھرتے نظر آرہے تھے۔ دہلی کے تمام
بازار قریب قریب بند تھے۔ محلوں میں چہل پہل کے بجائے سناٹا
چھایا ہوا تھا۔ دوسری طرف پولیس سرگرم تفتیش تھی انجام کار
دس بجے کے قریب پولیس نے ایک ڈولی پر چھاپہ مارا۔ کہار اس
ڈولی کو سبزی منڈی لے جانے والے تھے۔ ڈولی کے اندر برقعہ
میں کوئی تھا۔ اور سوٹ کیس آگے رکھا ہوا تھا۔ اندر سے اُسے
کھینچ لیا گیا۔ برقعہ ہٹایا تو شہید ملت کے قاتل کو پایا۔ موقعہ واردات
پر جو لوگ اس جگہ موجود تھے۔ انھوں نے مجرم کو شناخت کر لیا اس

سکے ہی ذریعے دوسرے مجرم کا پتہ لگایا گیا۔ جسے پہاڑ گنج کے ایک کارخانہ میں کام کرتے ہوئے پولیس نے گرفتار کر لیا۔

خون ناحق کی پہچان

کس قدر قابل حیرت اور قابل استعجاب یہ بات ہے کہ وہ مجرم جو شہید ملت کو دن دھاڑے قتل کرکے ان کے مکان سے پورے اسٹاف کے سامنے سے بالکل صاف بچے ہوئے نکل گئے وہ اس طرح گرفتار ہوگئے شہید ملت مولانا محمد مظہر الدین کا جنازہ ابھی جامع مسجد ہی تک پہونچا تھا کہ مجرموں کی گرفتاری کی خبر آگئی۔ یہ ہے۔ خون ناحق کی پہچان کہ ابھی شہید ملت کو سپرد خاک بھی نہ کیا تھا کہ ان کے قاتل دنیا کے سامنے آگئے خدا نے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا۔ ورنہ ان کے غائب ہوجانے کے سبب عوام کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوگئے تھے۔ اور اس بات کی امید بھی نہیں کہ وہ قاتل۔ وہ خونی جو تمام اسٹاف کے ہاتھوں دن دہاڑے موقعہ قتل پر مولانا مرحوم کے دفتر میں بھی گرفتار نہ ہوسکے وہ کس طرح اتنی آسانی کے ساتھ گرفتار ہوسکیں گے لیکن دہلی پولیس نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور ان کی یہ خدمات میں قابل تحسین وصد آفرین ہیں۔



انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر

جامع مسجد کے اردگرد دور تک انسان ہی انسان نظر آ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دھلی کی تمام آبادی سمٹ کر اسی جگہ آگئی ہے۔ جامع مسجد میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی شہادت پر ایک تقریر بھی ہوئی جسمیں یہ ظاہر کیا گیا کہ شہید ملت مرے نہیں بلکہ انھوں نے شہادت کے سبب دائمی زندگی حاصل کرلی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ عوام کی نگاہوں سے پوشید ہو گئے ہیں۔

شہید ملت مولانا محمد مظہرالدین کا جنازہ پھولوں سے چھپا ہوا تھا جنازے کو بڑے بڑے بانسو کے ذریعے اٹھایا جا رہا تھا۔ تاکہ مسلمانان دھلی کاندھا دینے سے محروم نہ رہ جائیں لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے عقیدت مندوں کے پھول جیسے چہرے کملائے ہوئے تھے۔ اس خیال سے دل پھٹا جا رہا تھا کہ آج قوم مسلم کا سچا محسن اور حقیقی مددگار ہم سے ایسی مخدوش حالت میں چھین لیا گیا ہے جب ہم قسم قسم کی مصیبتوں اور پریشانیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں ان کا ہم سے جدا ہو جانا حقیقت میں ہماری بدقسمتی اور بدنصیبی کا زبردست ثبوت ہے۔ آپ کے جنازے کے ہمراہ بڑی مقتدر ہستیاں بھی تھیں دور

تک آدمیوں کا سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آرہا تھا۔

آپ کی شہادت کے سبب عام مسلمانوں میں ایک قسم کا جوش اور رنج وغصہ پیدا ہوچکا تھا۔ اگر اس وقت وہ لوگ صبر و استقلال سے کام نہ لیتے تو نہ معلوم کیا ہوجاتا۔ ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے اس موقع پر حیرت انگیز صبر اور استقلال سے کام لے کر اپنی بہترین شرافت کی نظیر دنیا کے سامنے پیش کردی۔ انہوں نے صبر کیا۔ خاموش رہے۔ قدرت اس صبر کا پھل ضرور عطا کرے گی۔ جو لوگ آپ کے قتل کی سازش میں شریک تھے خداوند تعالیٰ کی جانب سے ان پر بھی صدمۂ عظیم نازل ہوگا۔ آہ اس قابل قدر ہستی کو سپرد خاک کردیا گیا۔ جس کا ثانی فی الحال پیدا ہوتا نظر نہیں آتا۔ آپ کی شہادت نے حقیقت میں ہم کو بے دست و پا کردیا۔ اور آج ہم اپنے اس مسلم مجاہد کی خدمات سے قطعاً محروم ہیں۔



ہندوستان کے طول و عرض میں شہید ملت کا عالمگیر ماتم

بزرگان ملت کی جانب سے خراج عقیدت

قائد ملت مسٹر جناح کا بیان

قائد ملت مسٹر جناح نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ شہادت کی خبر سنکر فوراً ہی پریس کو جو بیان دیا تھا۔ اس کا ایک ایک لفظ ان کی دلی کیفیات و صدمہ کا آئینہ دار ہے۔ اس کے بعد جب سید عبد الحمید شملوی نے قائد ملت سے ملاقات کی تو آپ نے حسب ذیل پیغام دیا۔

"مجھے مولانا محمد مظہر الدین کے قتل ہوجانے کا بیحد صدمہ ہے وہ مسلم لیگ کی اور ان کے اخبارات وحدت و الامان مسلم لیگ کے کاز کی بڑی پرجوش حمایت کرتے رہے ہیں ان کے انتقال سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے بحیثیت نمائندہ مسلم لیگ فلسطین کانفرنس کی شرکت کے سلسلے میں انھوں نے بڑی ایثار سے کام لیا۔ مسلمانوں اور مسلم لیگ کمیٹیوں کو چاہیئے۔ کہ ان کی یادگاروں کو زندہ رکھیں۔ جو وحدت و الامان ہیں۔

ایک دلیر مسلمان کی شہادت

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا پیغام

مجھے یہ معلوم کرکے کہ اخبار الامان ایک خاص نمبر حضرت مولانا مظہرالدین شہید کی یاد میں شائع ہو رہا ہے۔ اس لئے خوشی ہوئی کہ سید عبدالحمید صاحب شملوی نے مولانا کی شہادت کے بعد بھی ان کے دونوں اخباروں کی ان روایات کو قائم رکھا۔ جو ان کی زندگی میں ان اخباروں کے لئے باعث فخر تھیں۔ مولانا مرحوم سے جو شخص ایک مرتبہ مل لیتا تھا۔ وہ ان کو ہمیشہ یاد رکھتا تھا۔ میرا اُن کے میل جول بہت مدت سے تھا۔ اس دوران میں بارہا۔ میرا اُن کا اخباری اختلاف ہوا مگر ذاتی میل جول میں ان کا اخلاص ہمیشہ قائم رہا اور یہی ایک مسلمان کی صحیح پہچان ہے۔

انھوں نے اپنی ساری عمر اسلام کی خدمت میں بسر کی مسلم لیگ کی حمایت جیسے سینہ سپر ہو کر وہ کرتے تھے۔ ایسے شاید ہی کوئی کر سکے یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنے مخلصوں کی قدر ان کی زندگی میں نہیں کرتے۔

خدا کرے کہ الامان اور وحدت ہمیشہ جاری رہیں۔ اور اسی دلیری سے اسلام کی خدمت کرتے ہیں جیسی کہ وہ مولانا کی زندگی میں کرتے رہے ہیں۔

از مانگرول۔ کاٹھیاواڑ

۲۶ اپریل ۱۹۳۹ء — "حسن نظامی دہلوی"

شہید ملت رحم کو نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب کا خراج عقیدت

اور وحدت والامان کی خدمات جلیلہ کا اعتراف

مولانا محمد مظہر الدین صاحب مرحوم کی خدمات اسلامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں خلافت کے زمانے سے آجتک مولانا نے اسلامی سیاست میں برابر حصہ لیا۔ اس زمانے میں بسا اوقات مجھ سے سیاسی اختلافات رونما ہوئے۔ تحریک خلافت میں ساتھ کام کیا۔ بعد ازاں کچھ عرصہ تک اختلاف بھی رہا۔ لیکن ۳۷ء سے آجتک مولانا نے اپنے آپ کو اور اپنے دونوں اخبارات "وحدت" اور "الامان" کو مسلم لیگ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تاریک سیاسی زمانہ میں ان دونوں اخبارات نے مسلم لیگ کی بہترین خدمات انجام دی ہیں۔ مسلمانوں اور بالخصوص ممبران لیگ کا فرض ہے کہ ان اخبارات کی اشاعت میں حتی الامکان کوشش فرمائیں۔

اب یہ اخبارات عبدالمجید صاحب شملوی کی زیر نگرانی جاری رہیں گے عبدالمجید صاحب مولانا کے ان اخبارات میں کام کرتے رہے ہیں۔ اور ان کی پالیسی اور امور ضروری سے خوب واقف ہیں۔ ان کی ہمت افزائی ضروری ہے

(دستخط)

محمد اسمٰعیل خاں

شہید ملت رح کی بارگاہ میں اچھوت لیڈر کا نذرانہ

مسٹر مگھن ناتھ پرشاد کھٹیک بی اے۔ ایل۔ ایل بی ایڈوکیٹ صدر سوامی کلبگانند مشن یوپی حضرت مولانا مرحوم کی بارگاہ میں حسب ذیل خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

یورپ میں ہر ایک قسم کے خراب کام ہوتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا گناہ اور خراب کام "قتل" ہے افسوس صد افسوس ہندوستان میں آج ایک ایسے لیڈر کی صف ماتم برپا ہے۔ جس نے اپنی بیشتر زندگی ان لوگوں کے لئے صرف کی جو کروڑوں کی تعداد میں "مظلوم" اپنے ہی ملک میں ہیں جن کے خراب خراب نام ان کے دشمنوں نے رکھے ہیں۔ یعنے چنڈال۔ چھوٹی و نیچ ذات اچھوت اور ہریجن وغیرہ وغیرہ

مولانا مظہر الدین اپنی زندگی میں جو قربانی پیش کیا کرتے تھے۔ وہ الکاز و مسلم اور ولولہ انگیز بیشمار تقریریں ہیں۔ جو تاریخی حیثیت سے یادگار ہمیشہ نظر آویں گی آپ نے ہمارے مسلّہ لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیدکر بیرسٹر ہیٹ لا ممبر اسمبلی و پرنسپل بمبئی لا کالج۔ اور شری ۱۰۸ سوامی کلبگانند جی مہاراج اچھوت سیوک مسافر کی تحریک "حق حقوق" حاصل کرانے کی حمایت میں عملی حصہ لیا۔ ہندوستان کے ہر ایک صوبہ میں جہاں کہ غریب آدنواسیوں (اچھوتوں) کی اپنی لائبریریاں و ریڈنگ روم ہیں۔ ان کے واسطے مفت الامان اور رسالہ حدت جاری کیا۔ شری ۱۰۸ سوامی اچھوتانند جی مرحوم

نے جس عزیمت میں کام شروع کیا تھا۔ اس وقت آپ نے سوامی جی کی ہمت افزائی میں زبردست عملی ثبوت دیا تھا۔ آہ آج مولانا مظہر الدین کی شہادت اسطاکھروڑا دو نواسیوں (اچھوتوں) کے دل سے حال شہادت پوچھو۔ جیشمار خوبیوں کی شہادت کے مجسمہ تھے اور ان کی شہادت نے ان کی خوبیوں کو مہر تصدیق کر دی۔ ان کا مشن زندہ ہے اور ہمیشہ اپنی زندگی ثبوت دے گا۔ وحدت والا مان ان کی اصلی اور حقیقی اولاد ہیں ہر انصاف پسند کو لازم ہے کہ پہلے سے زیادہ اب خیال کیا جائے۔ مولانا مرحوم کی یہی اخبارات یادگار ہیں ان کو ترقی دینا مسلمانوں۔ اچھوتوں سچھوتوں اور کمزور جماعتوں کا فرض ہے یہ تمام اقلیتوں کے آرگن ہیں ان اخباروں کی زندگی سے مولانا زندہ ہیں لہذا۔ میری اپیل تمام اقلیتوں اور کمزور جماعتوں سے یہ ہے کہ اگر زندہ رہنا ہے تو اپنے ان اخباروں کی ترقی کے لئے تن من دھن سے کوشش کرو۔

سیوک۔ جگن ناتھ پرشاد (کھٹیک) بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ لکھنؤ۔ پریسیڈنٹ۔ پراونشل یوپی۔ سوامی کلجگانند مشن

شہید ملت کے جنازے پر عقیدت کے پھول

جب ۱۵ مارچ کو شاہجہاں کی مسجد جامع میں شہید ملت کی نماز جنازہ ہو چکی تو فوراً ہی مولانا حامد جلالی ناظم اعلیٰ مجلس اتحاد ملت کی تجویز اور مسٹر انیس۔ ایم۔ عبداللہ شمیم سکریٹری مجلس اتحاد ملت کی تائید کے بعد مولانا

سر محمد یعقوب کی زیر صدارت جلسہ صدارت منعقد ہوا۔ شہید ملت کا جنازہ سامنے تھا۔ مولانا موصوف کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ساٹھ ہزار کا مجمع مصروف ماتم۔ مولانا سر محمد یعقوب نے شہید ملت کے جنازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ مولانا مظہر الدین کی موت نہیں ہے بلکہ حیات جاودانی کا جیتا جاگتا مرقع ہے آج ان کا انتقال نہیں ہوا بلکہ آج سے انہوں نے حیات جاودانی پائی ہے ماہ محرم میں سرور دو عالم صلعم کے نواسہ کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جو قتل ہوئے۔ ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں ؏ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق + ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔ یہ موت ہے مسلمانوں کی یکجہتی اور اتحاد کی یہ موت ہے۔ مسلم اخوت و جمعیت کی یہ موت ہے اسلامی اخلاقی ہمدردی کی صاحبو یہ تقریر کا وقت نہیں ہے۔ یہ وعظ کا وقت نہیں۔ یہ اس محترم بزرگ کی شہادت سے درس لینے کا وقت ہے۔ جس نے حق کی راہ میں قربان ہو کر زندہ جاوید ہونے کی سعادت پائی اور ہم کو بتا گیا کہ صحیح اسلامی زندگی کیا ہے۔ مظہر الدین زندہ باد۔

مسلم لیگ کے لیڈر نے حسینؓ کیطرح سر دیدیا

آہ۔ اے مسلم لیگ کا سرفروش لیڈر، آہ! جمعیۃ العلماء کانپور کا جاں باز ناظم زندہ باد۔ مسلم لیگ زندہ باد۔ جمعیۃ العلماء کانپور کلیجہ ٹھنڈا ہوا دشمنوں کا

خودغرضوں کا . . . مگر خدا بے انصاف نہیں ہے۔ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے مولانا مرحوم سے کچھ دنوں خدا کو اور اپنے دین کی اور ناموس کی اور بندوں کی خدمت لینی منظور تھی۔ جو زندہ رکھ لیا تھا ورنہ دلی کی شاہجہانی مسجد میں کیا ان پر قاتلانہ حملہ نہ کیا گیا تھا۔ ؟ جامع مسجد کے فلک بوس مینارے گواہ ہیں ـــ

کس سے پوچھوں کہ "بندۂ حر" کون تھا . . جس نے ـــ جان دی سردیا ـ ؟ کیا کوئی اور ؟ مولانا عالم تھے اور راسی دیوبند کے فاضل تھے خدا کی رحمتیں "فلسطین کے دکھ" پر جو اپنا سفرنامہ مصر و فلسطین لکھتے لکھتے شہید ہو گیا ـــ یہ غم ہم سب کا مشترکہ غم ہے۔ ۔ مگر میں خوش ہوں کہ "مسلم لیگ" کے لیڈر نے حسینؓ کی طرح سر دے دیا۔ کون حسین ؟ ۔ وہ کہ جس نے کربلا میں کوئی تنہائی محسوس نہیں کی حالانکہ بڑے بڑے علمار اور مکہ مدینہ کے جلیل القدر اصحاب گھر بیٹھے رہے . . . اور میدان میں بھی تیر و تلوار سے کر جو لوگ میدان میں آئے وہ بھی ان ہی صحابہ کے "سپوت" تھے جنہوں نے حسین کی گردن کو صرف اس لئے اپنا ہدف بنایا۔ کہ "یزید" کی حکومت و وزارت کا پلہ ان کے نزدیک گراں تھا ۔

الامان و وحدت شہید ملت کی ایک دوشن یادگار ہیں ۔ انھیں زندہ [illegible]

شریک غم

حسن مثنیٰ ـ ندوی!

خونِ ناحق کی پکار

شہید ملت خلد آشیاں کے واقعہ شہادت کی خبر پاکر حضرت اقدس مولانا قطب الدین عبدالوالی مدظلہ مسند آرائے فرنگی محل لکھنؤ کو جو قلبی تکلیف پہونچی اس کی کیفیات حضرت ممدوح کے ذیل کے بیان سے ظاہر ہیں۔

"شہید ملت جناب مولانا محمد منظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ جن ظالمانہ طریقوں سے اور جن انتقامانہ جذبات کے ماتحت شہید کئے گئے وہ واقف کار مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں جس ہمت و استقامت اور مجاہدانہ سرگرمی سے وہ خدمت اسلام کر رہے تھے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں ملتی۔ دہلی آیا اور میں نے مولانا کا فرش پر پڑا ہوا خون ناحق دیکھا۔ میرا دل پاش پاش ہو گیا ان کے پسماندگان اور احباب سے دلی تعزیت کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوں اور سب سے میری دلی تمنا ہے کہ وہ اپنی زندگیاں مولانا کے اٹھائے ہوئے کاموں کے واسطے وقف کر دیں انشاء اللہ سب مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ ان کے خاص مخالفین سے گزارش یہ ہے سہ

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا قتل کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

مسلمان اللہ کے فضل وکرم سے اب بیدار ہو چکے ہیں انشاء اللہ

خدمت اسلام کے لئے جان عزیز کی قربانی

صدر جمعیۃ القریش ہند کا بیان

خان بہادر شیخ محمد رشید الدین صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا جمعیۃ القریش نے حسب ذیل پیام ارسال فرمایا تھا

آج جبکہ اخبار الامان کا خاص نمبر بیادگار شہید ملت حضرت مولانا مظہر الدین صاحب شائع ہو رہا ہے میرا فرض ہے کہ میں بھی کچھ نہ کچھ ضرور تحریر کروں۔ حضرت مولانا موصوف نے اس سب سے زیادہ پر آشوب زمانہ میں اسلامی خدمات عدیم المثال حوصلہ مندی اور انتہائی خلوص کے ساتھ انجام دیں اور نہ صرف اپنا سارا مال اور تمام زندگی اس کے لئے وقف کر دی۔ بلکہ اسلامی خدمت کے لئے۔ اخیر میں اپنی عزیز ترین جان تک قربان کر کے دکھلا دی۔

شہید ملت نے اپنے اخبار الامان و وحدت سے مسلمانوں کی اس طرح خدمت کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مرحوم کی یادگار اخبار الامان و وحدت کا خود خریدار بنے اور اپنے احباب کو بھی جہاں تک ممکن ہو سکے خریدار بنائے۔ اخبار الامان و وحدت نے ہمیشہ آل انڈیا جمعیۃ القریش کی قلمی خدمت پورے جوش کے ساتھ کی ہے اس سلسلے میں جمعیۃ مذکور کے ہر فرد سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا

ہوں کہ وہ ان دونوں اخبارات کو کامیاب بنانے اور زندہ رکھنے کی انتہائی کوشش کرے اور اپنے تمام اور اپنے تمام احباب سے بھی مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ شہید ملت کی اس یادگار کو قائم رکھنے کی انتہائی جدوجہد عمل میں لائیں۔ خود خریدار بنیں اور دوسرے احباب کو بنانے کی سعی کرکے عبداللہ ماجور ہوں۔

مسلم لیگ کا دستِ و بازو اور مجلس اتحادِ ملت کا رکن دین

(از ظفر الملت مولانا ظفر علیخاں صدر مجلس اتحاد ملت ہند)

حضرت مولانا محمد مظہرالدین علیہ الرحمۃ کے قتل کا واقعہ یاد دلاتا ہے ہم کو حضرت امام حسینؓ کے واقعہ کی جو اسی طرح بیکسی کی حالت میں چور رنگ کر دیئے گئے تھے۔ مولانا مرحوم کے قتل کا واقعہ دن دھاڑے آفتاب کی روشنی میں دہلی جیسے شہر کے اندر جہاں دو لاکھ کے قریب مسلمان رہتے ہیں ایک ایسا ہولناک واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ تاریخ کے اس واقعہ سے مدتوں ملت کے جسم پر لرزہ طاری رہے گا۔

مولانا کے ساتھ میری مدتوں سے رسم و راہ تھی۔ وہ ایک آزاد اور بیباک مسلمان تھے۔ جن کی ساری عمر مسلمانوں کی خدمت میں صرف ہوئی حق بات کہنے میں مطلق تامل نہ کرتے تھے۔ اور جریدہ نگار ہونے کے لحاظ سے یہ ان کا سب سے بڑا وصف تھا۔ اسی صاف گوئی اور حق گوئی کا خمیازہ انھیں آخر میں بھگتنا پڑا وہ علاوہ مسلم لیگ کے دست و بازو ہونے کے

مجلس اتحاد ملت کے رکن رکین تھے ان کے انتقال سے ملت میں
ایک ایسی جگہ ہوگئی۔ جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ مجھ کو ذاتی طور پر اس
واقعہ ہائلہ سے جس قدر صدمہ ہوا ہے بیان سے باہر ہے جن لوگوں
نے یہ فعل کیا ان پر دنیا نفرین بھیجے گی مجھے یقین ہے کہ جو لوگ اس
حادثہ کے ذمہ دار ہیں وہ کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ اور مجھے یقین
ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ دار جماعتیں کوئی ایسا متفقہ اقدام کرینگی
جس سے اس قسم کے ملعون واقعات کا سدباب ہوسکے۔ میری دعا
ہے کہ مولانائے شہید کو پروردگار عالم اپنے جوار مغفرت میں جگہ دے
اور ان کے پسماندوں کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ آخر میں مجھے امید
ہے کہ علمائے ملت مسلمانوں کو عموماً۔ اور مرحوم کے نام لینے والوں کو
خصوصاً۔ اسلام کا یہ سرمدی پیغام پہنچائیں گے کہ لا تقتلوا النفس التی
حرم اللہ الا بالحق ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطاناً فلا
یسرف فی القتل انہ کان منصوراً۔

مولانا سید مرتضیٰ بہادر صدر خلافت کا خراج عقیدت

شہید ملت مولانا مظہر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان مسلمانوں اور
علماء میں سے ایک تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی خاطر اپنا سب
کچھ نثار کر دیتے تھے۔ ان کا علم و فضل، تقویٰ پابندی صوم و صلوٰۃ
یہ سب کچھ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان قدسی کا نتیجہ

اسی وجہ سے وہ جری بے باک اور بہادر تھے۔ حق گوئی ان کا شعار
تھا۔ اور اسی حق گوئی کی بدولت ان کی بعض اسلامی سیاسی جماعتوں
سے جو مرحوم کے خیال کے مطابق مفاد مسلمین کے منافی کام کر رہی ہیں
ان کا شدید اختلاف تھا۔ ان کی بڑی خوبی یہ تھی۔ کہ وہ دل میں کسی
سے بغض و عناد نہ رکھتے تھے۔ اور مسلمانوں کے ہر طبقہ میں وہ ہر دلعزیز
تھے۔ ان کی شہادت سے زعمائے مسلم لیگ کی صف میں ایک ایسی
جگہ خالی ہو گئی۔ جو پُر ہونی محال ہے۔

سید مرتضےٰ عفی عنہ
صدر مرکزی خلافت کمیٹی

مندرجہ بالا معتقد حضرات کے خراج عقیدت پر غور کرنے سے ہر شخص
آسانی کے ساتھ اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مولانا محمد مظہر الدین شہید
ملت کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ بلکہ ان کی ہستی عوام سے بہت زیادہ بلند تھی
دنیا کو ان کی ایسی کتنی ضرورت تھی۔ اس کے متعلق ہر کس و ناکس نہایت
ہی آسانی کے ساتھ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ ہر قوم
اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے غیر معمولی زور لگا رہی ہیں مسلمانوں کے
لئے بھی ایک ایسے ہمدرد اور محسن لیڈر کی ضرورت تھی جو ان کو دوسری قوم
کے لیڈروں کی طرح نہایت ہی آسانی کے ساتھ سب سے آگے نکال کر
لے جا سکتا ہو۔ شہید ملت مولانا کی شخصیت مسلمانوں کے لئے ایک عجیب
اور ضروری ہستی تھی۔ لیکن افسوس وقت سے قبل ہی ان کو اس جگہ

سے اٹھا لیا گیا۔ نہ معلوم ان کی جگہ ابھی کتنے عرصہ تک خالی پڑی رہی
آپ نے اپنی زندگی میں جو دو پودے لگائے ہیں ان میں سے ایک
الامان اور دوسرا وحدت ہے۔ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ ہم ان کو خرید
کر پڑھیں اور جہاں تک بھی ممکن ہوسکے ان کے خریداروں میں اضافہ
کریں۔ اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے اپنی زندگی میں چند ایسی
دلچسپ تاریخی اسلامی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جو اپنی نظیر
آپ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے نہ صرف تاریخی معلومات میں اضافہ
ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ۔ بزرگان دین اور اکابران
ملت کے حالات سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ ہم آپ
کی ان بہترین اسلامی تصنیف سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو
مسلمانوں کے ہر گھر پہونچا دیں۔

آپ کی بہترین کتابیں حسب ذیل ہیں

شیر دل خاتون ۳ حصے　　سندھ کی راجکماری ۲ حصے

رولھا نگر کا پربھو　　کامنی کامل

ان کتابوں میں آپ اسلامی شان و شوکت کے عدیم النظیر واقعات
پائیں گے اور اس کے ساتھ شہید ملت کے طرز تحریر نے ان میں
اور بھی چار چاند لگا دیے ہیں ... حقیقت

میں عقیدت اور محبت ہے تو ہم کو چاہیئے۔ کہ ہم آپ کی کتابوں کی اشاعت کے لئے ایسے طریقے اختیار کریں کہ جن سے آپ کے پریس کو فائیدہ پہونچ سکے اور آپ کے جاری کئے ہوئے اخبار وحدت اور الامان قیامت تک چلتے رہیں

آمین ثمہ آمین

تمت بالخیر